مثالی لوگ

شہید ڈاکٹر مصطفیٰ چمران

غلام حسین متو

Acc No. 10,989 Date 8/10/09
Section .... Status ....
D.D. Class ....
NAJAFI BOOK LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

P8P.ol

مثالی لوگ (۷)

شہید مصطفی چمرانؒ

تالیف

غلام حسین متو

نشر شاهد

نام کتاب......... مثالی لوگ (شہید ڈاکٹر چمران ؒ)

مؤلف........... غلام حسین متو

تصحیح............. ظہیر عباس جعفری

سرورق............. محمد اشرف

ناشر.............. نشر شاھد

کمپوزنگ........... عارف حسین

Isbn:978-964-394-368-4

فہرست مطالب

مثالی لوگ 1

مقدمہ ناشر 4

مختصر تعارف 6

چمران غریب گھرانے کا چشم و چراغ 8

دیندار والدین کے سایہ میں 11

الف :دینی ماحول 11

ب :سیاسی حالات سے آگاہ گھرانہ 12

ج: جرأت مند ماں کا بیٹا 12

د: حلال رزق کھانے والا 13

لذت بخش بیماری 15

محروموں اور یتیموں کا غمخوار 18

مٹا دو اپنی ہستی کو 21

بے دین ماحول میں گوہر دین کے پیچھے 24

متواضع اور محبوب طالب علم 27

چمران امریکہ میں 30

خدا کو کبھی فراموش نہ کرنا 31

اسکالر شپ بند ہوگئی 34
شوق مطالعہ 37
امریکہ میں سیاسی سرگرمیاں 40
امریکہ میں سیاسی سرگرمیاں 42
چمران مصر میں 45
امریکہ کو کیوں چھوڑا؟ 48
لبنان کی طرف ہجرت 50
جنوبی لبنان کے بے کسوں کا نجات دہندہ 52
لبنان کے شیعوں کے بہتر مستقبل کی سنگ بنیاد 55
بیت الفتاة 59
شیعیان لبنان کے سیاسی اور عسکری محاذ کی تشکیل 62
اہل درد 65
خدا پر توکل 67
شمع سوزان 68
کیا علی علیہ السلام آرام سے بیٹھے؟ 70
مہربانیوں کا مجسمہ 73
چمران! قیمتی آسمانی تحفہ 77
ہوٹلوں میں بیٹھ کر غریبوں کی بھلائی کی باتیں کرنا 80

چمران! تین انقلاب کے درمیان پل 84
گمنام سپاہی 86
موت کیا ہے کہ تو مجھے ڈراتا ہے؟........................ 90
ناسا NASAمیں نوکری 94
سحر خیز مجاہد 96
وفادار شوہر... 101
غادہ! جانتی ہو کس سے شادی کی ہے؟....................... 106
کاش تم جلدی بوڑھے ہوجاتے! 111
وزیر دفاع اور ممبر پارلیمنٹ کی میراث 113
حضرت علی علیہ السلام کے نقش قدم پر 117
افراد کی تربیت 122
شہید چمران کے شاگردوں کی خصوصیت.......................... 125
سید حسن نصر اللہ شہید چمران کے شاگرد...................... 127
معیارزندگی پسماندہ لوگوں سے بھی نیچے....................... 128
لڑکوں کے حوصلہ پست نہ ہوں 130
چارسو یتیموں کی تربیت 133
ذمہ دار معلم... 137
اتحادبین المسلمین کا عملی مظاہرہ.......................... 141

بلند ہمت انسان 143

ایثاروفداکاری،دکھ درد کا شکرانہ.............................. 146

مقدس مشن پر ہر چیز قربان 150

سوکھی روٹی... 153

جب امام خمینی رہ کوچمران یادآئے............................ 156

آدھاگھنٹہ کافی ہے.. 159

چمران!گفتار کانہیں کردار کاغازی 161

ڈاکٹرچمران کاسرچاہیے! 167

میں کل شہیدہوجاؤں گا 170

بیدارمجاہداوراسلام کامایۂ ناز سپاہی............................ 174

مثالی لوگ

*—مثالی لوگ ایسے لوگوں کی داستان زندگی ہے جنھوں نے ایسی ماؤوں کی آغوش میں تربیت پائی، جہاں سختیاں تھیں زندگی کی سہولیات میسر نہ تھیں مگران کا دامن ،کردار کی پاکیزگی اور حیا و عفت سے مالا مال تھاان غربت کدوں میں مائیں بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے دل کو ذکر خدا اور روح کووضو سے منور کرتی تھیں۔

*—مثالی لوگ ،وہ لوگ جنھوں نے غربت،نامساعدہ حالات اور سختیوں کے ساتھ جنگ کرکے علم و دانش،ایمان و اخلاق اور کمالات کی چوٹیوں تک رسائی حاصل کی۔

*—مثالی لوگ ،ان لوگوں کی داستان زندگی ہے جن کا سرمایہ ایمان،خدا پر توکل،پرہیزگاری اور سحرخیزی تھا جن کی راتیں آہ سحراور خالق کے ساتھ راز و نیاز سے بھری رہتی تھیں جن کے دن خلق خدا کی خدمت اور ان کے ساتھ ہمدردی میں گزرجاتے تھے۔

*—مثالی لوگ ،وہ لوگ جنہوں نے خدا اورخلق خدا کے

دشمنوں کے ساتھ اس وقت علم جہاد بلند کیا جب مصلحت کی چادر اوڑھ کے اپنے مفادات کا بچاؤ بڑی چالاکی اور ہوشیاری سمجھا جاتا تھا اوردین و خلق خدا کے دشمنوں کے ساتھ پنجہ آزمائی حماقت مانی جاتی تھی،وہ لوگ جنکی زندگی خلق خداکے لئے شبنم اور ان کے دشمنوں کے لئے دل دھلا دینے والا طوفان تھی۔

*۔۔۔مثالی لوگ ،گفتار وکردار کے ان غازیوں کی داستان ہے جو کہتے کم تھے اور کرتے زیادہ تھے،جو اسلام کے سب سے بڑے مبلغ تھے،لیکن زبانی نہیں عمل وکردار سے اسلامی اقدار کی عظمتوں کا اعلان کرتے تھے۔

*۔۔۔مثالی لوگ ،وہ لوگ جنہوں نے نرم بستر پر آرام کے بجائے میدان عمل میں اسلام کی ترویج اور خلق خدا کی ہدایت کی خاطر در در کی ٹھوکریں کھائی۔

یہ وہ خون جگر پینے والے لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے جیالوں کے حوصلے بلند رکھے ،ان کی ہمتیں باندھیں اور ان کا عمل آج بھی ہمیں تاریکیوں میں روشنی دے رہا ہے اور ان کی روح آواز دے رہی ہے:

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

زیر نظر کتاب ایسی ہی ایک مثالی شخصیت شہید ڈاکٹر چمران کے بارے میں ہے جنکوامام خمینی نے ذمہ دار معلم، بیدار مجاہد، راہ اسلام کے ساتھ عہد نبھانے والا، خالص عقیدہ اور سیاسی دستوں سے غیروابستہ رہنے والا انسان، جیسے القاب سے نوازا تھا۔امید ہے ہمارے نوجوان ،طالب علم، قوم کے پڑھے لکھے لوگ ایسے لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کرکے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرکے قوم کی تعمیر نومیں اپنا کردار اداء کریں گے۔

غلام حسین متو

ghmattoo@gmail.com

مقدمہ ناشر

ایران کے اسلامی انقلاب کی بہت سی برکتوں میں سے ایک ایسے ہمہ گیر چہروں کا ظہور ہے جو پوری ایک ملت کو بیدار کرنے اور اسے نئی زندگی عطا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ وہ تابناک چہرے ہیں جو ایک طرف بلند اسلامی افکار سے آشنا ہیں اور دوسری طرف میدان عمل میں بھی شریعت کی پیروی میں پیشگام ہیں، دشمنان دین کے مکر و حیلوں کو بھی جانتے ہیں اور ساتھ ہی محاذ کفر کے ساتھ بر سرپیکار رہنے پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور شاید پوری تاریخ میں کبھی بھی امت مسلمہ آج کی طرح بڑی شدت کے ساتھ ایسے چہروں کے انتظار میں نہیں تھی۔

اس قسم کے مفکرین ایک خاص قوم و سرزمین سے بالاتر ہیں اور چونکہ یہ لوگ خالص اسلامی فکر کے پرورش یافتہ ہیں لہٰذا ہر مسلمان کے لئے، چاہے وہ کسی بھی زبان یا قوم سے وابستہ ہو، ایک نمونہ اور آئیڈیل کی حیثیت رکھتے ہیں ۔اس قسم کے تابناک چہروں کو پہچاننے کا ایک طریقہ ان کی زندگی کے ایسے مختلف حالات و واقعات کا مطالعہ کرنا ہے جن سے ان کے بلند افکار، دینی بصیرت اور سماجی کردار کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

ہمیں بہت فخر ہے کہ ہم ایسے چند ایک اسلامی مفکرین کے حالات

زندگی اردو میں پیش کر رہے ہیں جنہوں نے اسلامی انقلاب کی کامیابی میں ایک اہم رول نبھایا ہے ہمیں امید ہے کہ مسلمان جوان، ان عظیم ہستیوں کو اپنا آئیڈیل قرار دے کر اسلامی سرحدوں کے اندر ، اسلامی فکر کی تقویت اور مذہبی اقدار کی بالادستی کے لئے کوشاں رہیں گے۔

اس مجموعہ کے لئے جن دوستوں نے تعاون دیا ہے ہم ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں خاصکر جناب غلام حسین متو کہ جنہوں نے شہید مصطفی چمران کے زندگی نامے کو اردو زبان میں تالیف کرنے کی زحمت اٹھائی ہے۔

انتشارات نشر شاہد

مختصر تعارف

۱۹۳۲ .... شہر مقدس قم میں ولادت۔

۱۹۳۹ .... "انتصاریہ" پرائمری اسکول میں تعلیم کا آغاز۔

۱۹۵۰ .... "البرز" ہائی اسکول میں داخلہ۔

۱۹۵۳ .... تہران یونیورسٹی کے انجینئرنگ کالج میں داخلہ

۱۹۵۷ .... تہران یونیورسٹی سے انجینئرنگ کی ڈگری۔

۱۹۵۸ .... ممتاز طالب علم ہونے کی بناء پر محکمہ تعلیم کے سکالرشپ پر امریکہ روانگی۔

۱۹۵۸ .... امریکہ کی ٹگزاس یونیورسٹی میں انجینئرنگ میں داخلہ۔

۱۹۶۱ .... سیاسی اور انقلابی سرگرمیوں کی بناء پر سکالرشپ کا بند ہونا۔

۱۹۶۳ .... پلازما فزیکس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری۔

۱۹۶٤ .... ناسا(Nasa) میں نوکری کی آفر ٹھکرانا۔

۱۹۶٤ ...... امریکہ اور یورپ میں مختلف طلبہ تنظیموں کی بنیاد اور تشکیل نو۔

۱۹۶۵ .... بل(Bell) ریسرچ انسٹیچیوٹ میں تقرّری۔

۱۹۶۷ .... مصر کا دو سالہ سفر۔

۱۹۷۰ .... لبنان کی طرف تاریخی ہجرت۔

۱۹۷۰ .... امام موسی صدر کے حکم سے جبل عامل ٹیکنکل اسکول میں بحیثیت پرنسپل تقرّری۔

۱۹۷۱................"تنظیم اَمل" کی تشکیل۔

۱۹۷۲..........."حرکۃ المحرومین" کی تشکیل.

۱۹۷۸..........انقلاب اسلامی کی کامیابی اور بائیس سال بعد ایران واپسی۔

۱۹۷۹........... امام خمینی کے حکم پر بحیثیت وزیر دفاع تقرّری.

۱۹۸۰........... اعلی دفاعی کونسل میں امام خمینی کے نمائندہ مقرر ہوئے۔

۱۹۸۰........ عراق کی بعثی حکومت کے ایران پر حملہ کے خلاف رضاکار گوریلا فوج کی تشکیل۔

۱۹۸۰..........تہران کے عوام کے ووٹ سے بحیثیت ممبر پارلیمنٹ انتخاب۔

۱۹۸۱..............دہلاویہ نامی محاذ پر شہادت۔

چمران غریب گھرانے کا چشم و چراغ

شہید ڈاکٹر مصطفی چمران ایران کی ان عظیم شخصیات میں سے ایک ہیں جنکی ساری زندگی اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں گذری۔ آپ تعلیمی ،مذہبی ،سیاسی ،عرفانی،انقلابی و سماجی لحاظ سے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے ۔ہمیشہ اسکول،کالج،یونیورسٹی میں پہلے نمبر کے طالب تھے ایران سے امریکہ ' امریکہ سے مصر و لبنان ' اور پھر لبنان سے واپس ایران آنے تک ہر جگہ مصروف جہاد رہے۔ سختیوں کا سینہ چیر کے ذمہ داریاں نبھانا آپکی عادت بن چکی تھی، عیش و آرام اور تن پروری کی آپکی زندگی میں کوئی جگہ نہیں تھی۔ اسلامی انقلاب کے ابتدائی دنوں میں جب صدام نے بڑی طاقتوں کے اشاروں پر ایران پر حملہ کیا تو آپ اس وقت ایران کے وزیر دفاع تھے آپ نے وزارت کی کرسی کو خیر باد کہا اور بذات خود محاذ پر چلے گیے اور بے سروسامانی کے عالم میں دشمن کے خلاف انقلابی جوانوں پر مشتمل منظم گوریلا فوج تشکیل دیکر انقلاب اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کی اور آخر کار محاذ جنگ ہی پر جام شہادت نوش کیا۔

آپ کی نشوونما، تعلیم و تربیت کس ماحول میں ہوئی تھی؟ آپکے بھائی

انجینئر مہدی چمران اس بارے میں فرماتے ہیں:

"مالی لحاظ سے ہم لوگ متوسط درجہ سے بھی نیچے زندگی گذار رہے تھے۔ ہمارا اپنا ذاتی گھر نہیں تھا، ہم لوگ چھ بھائی تھے والدین، دادی اور خالہ سمیت ہمارا دس اعضاء پر مشتمل گھرانہ تہران کے " سر پولک " محلہ میں کرایہ کے ایک مکان میں رہتا تھا۔ ٦×٦ بڑا کمرہ تھا اور اسی کے بغل میں اس سے چھوٹا ایک اور کمرہ تھا۔ گھر میں پڑھنے کی جگہ نہیں تھی۔ جب شہید چمران پڑھنا چاہتے تھے اور اسکول کا کام یا مطالعہ کرنا چاہتے تھے تو چھت پر جاتے تھے یہاں تک کہ سردیوں میں ایک کمبل اوڑھتے تھے اور وہیں پڑھتے تھے یا چھت پر چڑھنے کا جو زینہ تھا وہاں تھوڑی سی جگہ تھی وہیں کچھ بچھاتے تھے اور پڑھتے تھے۔ ہمارے اس چھوٹے سے گھر میں یہی زینہ تھا جو خالی تھا اور ہمارے پڑھنے کی یہی جگہ تھی۔ ہمارے بڑے بھائی مرحوم ڈاکٹر عباس چمران جو خود ایک نہایت ہی قابل اور نابغہ فرد تھے وہ گھر کے بجائے والد صاحب کی دکان کو پڑھنے کیلئے ترجیح دیتے تھے اور وہیں جاکر اسکول کا کام اور مطالعہ کرتے تھے"۔

ہماری زندگی کافی سختیوں میں گذری اور انہی سختیوں میں شہید ڈاکٹر چمران نے اپنی تعلیم جاری رکھی اور اسی ماحول میں اعلی تعلیم کی بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کیں اور ہر جگہ ایک ممتاز طالب عالم کے طور پر اپنا لوہا

منوایا"۔[1]

گھر اتنا چھوٹا تھا کہ آخر میں میرے والد نے تین کمروں والا ایک پرانا مکان خریدا اور اسی میں رہنے لگے۔ یہ گھر میرے والد نے یہ سوچ کر خریدا تھا کہ اس کو گرا کے ایک اچھا سا نیا گھر بنائیں گے لیکن ہمارے والد بھی مرحوم ہو گئے اور ابھی تک وہ مکان نہیں بن سکا۔ آج بھی جب لوگ اس گھر کو دیکھتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں کہ کسطرح اتنی بڑی فیملی اتنے چھوٹے سے گھر میں رہتی تھی اور اسی چھوٹے سے گھر میں تمام فرزندوں نے اعلی تعلیم حاصل کی کسی نے Ph.d کیا اور کسی نے انجینیر نگ میں کمال دکھایا۔[2]

---

1) روزنامہ جمہوری اسلامی ص ۱۵ شمارہ ۲۲۴ ۷ جمادی الاولی ۱۴۲۵۔

2 سابقہ حوالہ

دیندار والدین کے سایہ میں

ڈاکٹر شہید چمران نے جس گھر میں پرورش پائی اس میں اگرچہ غربت اور سختیاں تھیں لیکن ماحول مذہبی تھا۔آپ کے بھائی انجینیر مہدی چمران اپنے گھر کی خصوصیات پر یوں روشنی ڈالتے ہیں:

الف: دینی ماحول

" ہمارا گھرانہ مذہبی اور سخت انقلابی گھرانہ تھا ہمارے والدین پانچوں وقت کی نمازیں محلہ کی مسجد میں پڑھتے تھے میری والدہ دعاؤں کی عاشق تھیں ان کو دعاء کمیل زبانی یاد تھی حتی ہمارے ماں باپ مستحبی نمازوں اور روزوں کے بھی پابند تھے میری والدہ ہر سال گھر میں زنانہ مجلس عزا کا اہتمام کرتی تھیں شروع میں ہمارے گھر میں ریڈیو نہیں تھا پھر جب میرے بھائی بڑے ہو گئے تو خبریں سننے کیلئے ریڈیو خریدا گیا۔ خبروں کے علاوہ کوئی دوسری چیز سنی نہیں جاتی تھی خبریں ختم ہونے کے بعد فوراً ریڈیو بند کر دیا جاتا تھا اور کوئی ایسا پروگرام نہیں سنا جاتا تھا جو مذہبی اعتبار سے ناجائز ہو، جب میرے بڑے بھائی بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے جانے والے تھے اس وقت وہ انگریزی زبان سکھانے والا پروگرام سنتے تھے اور بس!

ب: سیاسی حالات سے آگاہ گھرانہ

آپ کے بھائی اپنے گھر میں سیاسی ماحول کے بارے میں فرماتے ہیں:

" ہمارا گھرانہ حالات حاضرہ اور اپنے وقت کی سیاست سے آگاہ تھا میرے تمام بھائی یونیورسٹی میں تمام مسائل سے مطلع تھے میرے والد کی دکان سیاسی افراد کی ایک قسم کی بیٹھک تھی صبح و شام لوگ آتے بحث کرتے اور اخبار کا مطالعہ کرتے تھے"

ج: جرأت مند ماں کا بیٹا

شہید چمران کی والدہ کا کہنا ہے کہ:

" میں ہمیشہ مصطفی کو دودھ پلانے سے پہلے وضو کرتی تھیں"

" طوبی لمن کان أمّہ عفیفہ"[3]

خوش قسمت ہے وہ شخص جس کی ماں پاکدامن اور صاحب عفت ہو.

انجینئیر مہدی چمران اپنی والدہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"میری والدہ ایک شجاع اور بہادر خاتون تھیں حتی ہمارے گھر

---

3. آشنائی با نظام تربیتی اسلامی، ص ۱۲۰

ہونے والی مجالس عزامیں بھی کوئی شاہ کی تعریف کرتا تھاتو وہ غصہ ہو جاتی تھیں اور اعتراض کرتی تھیں۔اسی طرح ایک مرتبہ شاہ کے زمانے میں پارلیمنٹ کے سامنے لوگوں نے احتجاجی ریلی نکالی تو میری والدہ بھی اس میں حاضر تھیں اور انھوں نے وہاں مظاہرین کی جانب بندوقیں تانے پولیس والوں سے کہا:

" کیا یہ لوگ تمہارے ہی بہن بھائی نہیں ہیں تم ان لوگوں پر کیوں گولیاں برسا رہے ہو؟ کیوں ان لوگوں کا قتل عام کرتے ہو؟"

جس وقت میری والدہ پولیس پر اعتراض کر رہی تھیں تو ایک انقلابی جوان آگے آیااور کہنے لگاماں! ان لوگوں پر آپکی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہو گا یہ خطرناک لوگ ہیں آپ یہاں سے چلی جائیں۔

د: حلال رزق کھانے والا

انجینئر مہدی چمران اپنے والد کی حلال کمائی کے بارے میں فرماتے ہیں:

" میرے والد حلال کمائی اور حلال غذا کے سخت پابند تھے وہ موزے بنانے کا کام کرتے تھے اور اچھے اور مضبوط موزے بناتے تھے لیکن دوسروں کے مقابلے میں سستا بیچتے تھے.

ایک دن میں نے کہا:

"والد محترم دوسرے لوگ موزے مہنگے بیچتے ہیں آپ کے موزوں کی کوالیٹی ان سے اچھی ہوتی ہے لیکن آپ بیچتے سستا ہیں ۔اتنی ہی قیمت کیوں

نہیں رکھتے جتنی پر دوسرے بیچتے ہیں "؟

تو والد محترم نے جواب دیا:

"بیٹے میرے موزے ۱۴ قران(4) میں تیار ہو جاتے ہیں اور دو ریال نفع حاصل کرتا ہوں اس سے زیادہ نفع لینا میرے لیے حرام ہے اور اگر لوں بھی تو اس میں کوئی برکت نہیں ہو گی"

آپ اپنے کام کے ذریعہ لوگوں اور گاہکوں کو مطمئن رکھنا چاہتے تھے جنھوں نے ہمارے والد کے ساتھ کام شروع کیا تھا وہ یہی موزے بنا بنا کے آہستہ آہستہ مارکٹ پر چھا گئے لیکن میرے والد نے مجبور ہو کر دکان بیچ ڈالی اور گھر کے ایک کمرے میں کام کرنا شروع کر دیا اور اسی طرح حلال کمائی کے ذریعہ اپنے اہل و عیال کا خرچہ چلاتے رہے۔[5]

---

[4]. موجودہ ریال سے پہلے ایرانی پیسہ کی اکائی

[5]۔ روزنامہ جمہوری اسلامی ص ۱۵ شمارہ ۲۲۴۷ جمادی الاولی ۱۴۲۵

لذت بخش بیماری

شہید ڈاکٹر مصطفی چمران طالب علمی کے زمانہ ہی سے اپنی بے پناہ قابلیت اور محنت کی وجہ سے ہمیشہ ممتاز رہے جس اسکول میں بھی تعلیم حاصل کی اساتذہ اور طالب علموں کے درمیان محبوب اور مشہور تھے لیکن اس قابلیت و محبوبیت کے باوجود کبھی بھی تکبر و گھمنڈ کے شکار نہ ہوئے بلکہ آپ کے اندر ایک خاص نرمی و تواضع تھا آپ لطیف ،مہربان اور منکسر مزاج تھے۔ محروموں اور کمزوروں کا درد و رنج دیکھ کر رنجیدہ ہو جاتے تھے اور یہی مزاج آپ کو ان کی ہمدردی کیلیۓ اکساتا تھا آپ نے اپنی طالب علمی کے زمانے کی یادداشت میں مندرجہ ذیل واقعہ لکھا ہے:

" سردیوں کی ایک تاریک رات میں، میں کہیں جا رہا تھا برف باری ہو رہی تھی میں نے ایک فقیر کو دیکھا جو سردی سے کانپ رہا تھا میری حالت ایسی تھی کہ اسکے لئے کسی گرم جگہ کا بندوبست نہیں کر سکتا تھا میں نے ارادہ کیا کہ اب جبکہ میں اس فقیر کیلیۓ سردی سے بچنے کا کوئی انتظام نہیں کر سکتا ۔کیوں نہ میں بھی اسی کی طرح آج رات یہیں پر سردی میں گزار دوں، لہٰذا میں نے بھی اسی فقیر کے ساتھ وہیں پر رات گذاری اور صبح ہوتے ہوتے

سردی سے میری حالت خراب ہوگئی بہت سخت بیمار ہوالیکن وہ بیماری بھی کیا لذت بخش بیماری تھی"[6]

شہید چمران ایثار و فداکاری کا بہترین نمونہ تھے آپ کو امریکہ میں اگرچہ ایک آرام دہ اور مادی سہولیات سے بھری زندگی میسّر تھی لیکن آپ نے لبنان کے محروموں کی ہم نشینی اور ان کی خدمت کو ترجیح دی۔اسرائیل کے ساتھ جہاد و پیکار کو امریکہ کی خوشحال زندگی پر برتری دی۔ ہمدردی کے جذبات کو آپ خدا کی نعمت سمجھتے تھے اور ان پر خدا کا یوں شکر اداء کرتے تھے:

"خدایا! تو نے مجھے ہر چیز، ہر خوبصورتی اور ہر کمال انتہائی درجہ کا عطا کیا ہے میں ان سب پر تیرا شکرادا کرتا ہوں، لیکن اے میرے مالک! تونے جو سب سے بڑی چیز مجھے عطا کی ہے جس کا میں شکرادا کرنے سے قاصر ہوں وہ ہے درد و غم سے آشنائی! درد و غم میرے وجود میں وہ آب حیات ہے جس کے ہوتے ہوئے میں حقیقت کے سوا کسی اور شے کا طالب نہیں ہوں، فداکاری کے سوا کوئی اور راستہ اختیار نہیں کرتا ہوں، میرے وجود سے سوائے عشق کے کوئی چیز باہر نہیں آتی.[7]

---

[6]. یاران امام بہ روایات اسناد ساواک شمارہ ۱۱ ص

[7]. آیت مجاہدان، ص ۵

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی

نہیں ملتا ہے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں (اقبال)

محروموں اور یتیموں کا غمخوار

آپ نے اپنی ایک اور یادداشت میں لکھا ہے:

"ایک سال میرے کلاس فیلو(Class fellow)امتحان میں فیل ہوئے میں بہت افسردہ ہوااور زار زار رونے لگا۔ میری یہ حالت دیکھ کر وہ طالب علم خود مجھے تسلّی دینے آیااور کہا کوئی بات نہیں آپ پریشان نہ ہوں"[8]

ایک اور جگہ آپ نے لکھا ہے:

"ایک دن نوجوانی کے ایام میں گھر والوں نے مجھے نانوائی کے پاس روٹی لینے کے لیے بھیجا راستہ میں مجھے ایک فقیر ملا میں نے روٹی کے پیسے اس فقیر کو دے دیے اور گھر چلا آیا۔ گھر والوں نے پوچھا پیسے کیا کیے؟ میں نے انہیں نہیں بتایا کہ میں نے روٹی کے پیسے فقیر کو دے دیے ہیں۔ کیوں کہ میں فقیر پر اس کی عدم موجودگی ہی میں سہی احسان نہیں جتلانا چاہتا تھا گھر والوں نے بھی میری خوب پٹائی کی وہ سمجھ رہے تھے کہ شاید میں نے پیسہ کسی غلط کام میں خرچ کر دیا ہے۔ میں مار کھاتا رہا مگر گھر والوں کو ہرگز یہ نہیں بتایا کہ میں

---

8. سابقہ حوالہ

نے پیسے فقیر کو دیے ہیں"[9]

ہوتے ہیں جہاں میں وہی لوگ اچھے

آتے ہیں جو کام دوسروں کے (اقبال)

دوسروں کے دکھ، درد، مصیبت اور پریشانیوں میں شریک ہونے کی یہ خصوصیت شہید چمران کے اندر روز بہ روز رشد کرتی گئی اور ایک مرحلہ وہ بھی آیا جب آپ نے لبنان کے بے کسوں اور یتیموں کی خاطر دنیا کی ہر آسائش قربان کر دی لبنان میں کسی یتیم بچے کو دیکھ کر آپ یوں بے چین ہوتے تھے:

"بارہا ایسا ہوا کہ اگر ڈاکٹر مصطفی چمران لبنان میں ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے ہوئے سڑک کے کنارے کسی بچہ کو روتا ہوا دیکھ لیتے تھے تو آپ گاڑی روک کر نیچے اترتے تھے، اور اس بچہ کو گلے لگا کر اس کے آنسو رومال سے صاف کرتے تھے اور اس کو پیار سے چومتے تھے اور پھر ایک دفعہ خود آپکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے آپ کے ہمراہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ بچہ ڈاکٹر مصطفی چمران کا کوئی رشتہ دار یا آشنا ہے مگر آپ اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے:

"میں اس بچہ کو نہ جانتا ہوں اور نہ ہی یہ میرے کسی رشتہ دار کا ہے مھم

---

9 . چمران از کوچ تا عروج، سافٹ ویر شہید چمران

یہ ہے کہ یہ علی علیہ السلام کے ایک پیروکار کا بچہ ہے جو چودہ سو سال کی مظلومیت اپنے کاندھوں پر اٹھا رہا ہے اور اس کے آنسو اس ظلم کی نشانی ہے جو علی علیہ السلام کے پیروکاروں پر پوری تاریخ میں روا رکھے گیے ہیں"[10]

پھر بھی اے ماہ مبیں! میں اور ہوں تو اور ہے
درد جس پہلو میں اٹھتا ہو وہ پہلو اور ہے (اقبال)

۸۔ مجموعہ خاطرات ص ۱۰

مٹادو اپنی ہستی کو

شہید ڈاکٹر مصطفی چمران بچپن سے لیکر تادم شہادت سختیوں اور مشکلات سے ٹکراکر آگے بڑھے گھر کی غربت ہو یا اسکول و کالج کا بے دین ماحول، فیس و کرایہ نہ ہونے کا مسائلہ ہو یا دین و اسلام کیلئے عہد و منصب چھوڑنے کی باری آجائے ہر جگہ شہید چمران نے اپنے بلند ایمان کے ذریعہ ہر مشکل کا دل چیر کر کامیابی حاصل کی۔

آپ نے طالب علمی کے زمانے کی ایک یادداشت میں لکھا ہے:

"مجھے یاد ہے جب میں یونیورسٹی جاتا تھا برف باری ہوتی تھی اور سخت سردی کا زمانہ تھا اور میرے پاس مسلسل کئی دنوں سے ایک بھی پیسہ نہیں تھا میں گھر سے لیکر اسکول تک ڈیڑھ گھنٹہ پیدل چلتا تھا میرے ہاتھ پیر سخت سردی کی وجہ سے کانپنے لگتے تھے لیکن اسکے باوجود میں کسی سے کرایہ کا پیسہ نہیں مانگتا تھا بارہا میرے والد نے مجھے پیسے دینا چاہے لیکن میں نے نہیں لیے۔ میرے لیے کسی سے پیسے لینا بڑا مشکل کام تھا۔ خاصکر سختیوں میں کسی سے پیسے لینا میرے لیے اور سخت تھا۔ سختیوں سے مقابلہ کرنا اب میری عادت بن چکی ہے اور اسکا سایہ میری پوری زندگی پر پڑ چکا ہے اور اس عادت نے اب

ایک عمیق فلسفہ کی شکل میں میرے تمام افکار واعمال کو متاثر کرر کھا ہے "

آپ طالب علمی کی ابتداء میں ہی بچوں کو پڑھاتے تھے اور اس کے ذریعہ کچھ پیسہ حاصل کرتے تھے اور اپنی زندگی کا خرچہ چلاتے تھے چونکہ کسی سے مانگنا چاہے وہ والدین ہی ہوں آپ کے لیے دشوار تھا"[11]

جی ہاں! زندگی میں دوسروں پر بوجھ بننے کے بجائے اپنی توانائیاں استعمال میں لانے سے، آرام طلبی کے بجائے سختیوں سے ساتھ پنجہ آزمائی کرنا آجاتا ہے اور چھپی صلاحیتیں بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہیں اور انسان دوسروں کا دست نگر بننے کے بجائے خود اعتمادی کے اس مرحلہ تک پہونچ جاتا ہے کہ وہ خود دوسروں کا حلالِ مشکل بن جاتا ہے۔

علامہ اقبال ؒ مسلم جوان کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی یوں دعوت دیتے ہیں:

اپنے من میں ڈوب کے پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن
من کی دولت ہاتھ آتی ہے پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن

11۔ سابقہ حوالہ ص ٤، ٥

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا، نہ تن![12]

[12]"من" یعنی دل، ضمیر "دھن" سے مراد مال و دولت، "چھاؤں" یعنی سایہ، اور "قلندر یعنی دنیا کی محبت سے آزاد انسان

بے دین ماحول میں گوہر دین کے پیچھے

۱۹۴۳ء میں آپ نے تہران یونیورسٹی میں الیکٹرک انجینئرنگ (Electric Engineering) میں داخلہ لیا تھا۔ اگرچہ اس زمانے میں تہران یونیورسٹی پر لادینیت اور کمیونزم کا غلبہ تھا اور دین و دینداری کا مسخرہ اڑایا جاتا تھا۔ ہر طرف سے دینی اقدار کے خلاف قلم ،زبان ،تقریر و تحریر غرض ہر ذریعہ سے اگلا جاتا تھا لیکن آپ نے اس ماحول میں بھی دین کا دامن نہیں چھوڑا اور پابندی کے ساتھ حضرت آیت اللہ طالقانی کے تفسیر قرآن کے درس میں شرکت کرتے تھے اور اسی طرح شہید آیت اللہ مطہری کے فلسفہ و منطق کے درس میں بھی جاتے تھے۔

اُس ماحول میں، جہاں ہر طرف دین کے خلاف آوازیں بلند تھیں آپ (Students Islamic Union) کے فعّال رکن تھے۔ اس وقت تہران یونیورسٹی کے انجینئرنگ کالج (Engineering Collage) میں دین سے بے توجہی کا یہ عالم تھا کہ نماز پڑھنے کیلئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ کچھ دیندار اور مذہبی طالب علموں نے ایک چھوٹے اور معمولی سے کمرے کو " نماز خانہ" میں بدل دیا تھا لیکن یہ دیندار لوگ بھی کمیونسٹ اور سکولر نظریات رکھنے

والے طالب علموں سے چھپ کے نماز پڑھنے جاتے تھے لیکن جب شہید چمران کا اس کالج میں داخلہ ہوا تو آپ نے پابندی کے ساتھ اس نماز خانہ میں نماز پڑھ کے اسے رونق بخشی۔ آپ نہ صرف یہ کہ چھپ کے نماز پڑھنے نہیں جاتے تھے بلکہ دوسرے دوستوں کو بھی ساتھ لے جاتے تھے اور اس طرح انجینئرنگ کالج تہران یونیورسٹی کا وہ پہلا کالج تھا جہاں شہید چمران نے مذہبی اور قومی جذبہ رکھنے والے طالب علموں کو اکٹھا کیا اور اسی معمولی سے " نماز خانہ " کو ان کا مرکز بنا دیا اور پھر پہلی مرتبہ کمیونزم حامی طالب علموں کو الیکشن میں شکست دے دی۔[13]

حقیقت یہ ہے کہ دین اور مذہبی اقدار اور اخلاقی تعلیمات کی پابندی کرنے والوں کو کسی بھی طرح کی احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ دین داری کوئی عیب نہیں بلکہ انسان کے حقیقی کمال اور رشد کی اصلی نشانی ہے۔ اگر کسی کے اندر دین اور مذہبی اقدار کا فقدان ہو تو اسے احساس کمتری کا شکار ہونا چاہیے اور سر چھپا کے چلنا چاہیے۔ کیونکہ بے دینی سب سے بڑا عیب ہے اگر بے دین لوگوں کی آنکھوں کے سامنے سے ایک دن پردے ہٹ جاتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ دین کی پابندی چھوڑ کر وہ کس عظیم چیز سے محروم رہ گئے

---

[13]۔ سابقہ حوالہ ص

ہیں۔وہ صحرائے عرفات میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا لال دین کی اہمیت بیان کررہاہے:

ماذا وجد من فقدک ومالذی فقد من وجدک[14]

(اور اے میرے مالک کیا پایا اس نے جس نے تجھے کھودیا اور کیا کھویا اس نے جس نے تجھے پالیا)

---

[14]. مفاتیح الجنان، دعاعرفات

متواضع اور محبوب طالب علم

شہید چمران اسکول و کالج میں اپنی قابلیت اور صلاحیت کی وجہ سے اساتذہ اور طالب علموں کے درمیان محبوب اور مشہور تھے۔ آپ پڑھنے کے ساتھ ساتھ سیاسی اور سماجی ذمہ داریاں بھی نبھاتے تھے اور شاہ کے خلاف جاری تحریک کیلئے مخفیانہ طور پر پوسٹر اور پمفلٹ بھی تقسیم کرتے تھے۔ آپ اپنے زمانہ کے سیاسی اتار چڑھاو پر اتنے مسلط تھے کہ کوئی بھی شخص آپ کے ساتھ بحث نہیں کر سکتا تھا۔ اگرچہ یہ سب چیزیں خواہ نخواہ ایک طالب علم کے اندر غرور و تکبر کو ایجاد کرنے کیلئے کافی ہوتی ہیں لیکن شہید چمران اس سب کے باوجود اتنے نرم، منکسر اور متواضع طالب علم تھے کہ جب کالج میں سب سے زیادہ محبوب طالب علم کا انتخاب کرنا تھا تو کمیونسٹ اور دین مخالف طالب علموں نے بھی آپ ہی کو اپنا محبوب طالب علم منتخب کیا۔

تکبر اور گھمنڈ علم و دانش کی راہ میں رکاوٹ اور اس کو بے برکت بنا دیتا ہے اور تواضع و انکساری علم میں نکھار اور برکت کا سبب بنتا ہے فارسی کا شاعر کہتا ہے:

افتادگی آموز گر طالب فیضی   هر گز نگیرد آب زمینی که بلند است

"یعنی اگر علم و فضل کے طلبگار ہو تو تواضع و انکساری

کرنا سیکھو،اسلئے کہ بلند زمین تک کبھی پانی نہیں پہنچتا ہے"

آپکے اندر یہ سب انسانی واسلامی خصوصیات آپکے گھر کے دینی ماحول ،صالح علماء کی نشستوں میں پابندی کے ساتھ شرکت اور ان سے رابطہ رکھنے کی وجہ سے وجود میں آئی تھیں چونکہ آپ نے پندرہ سال کی عمر ہی میں اپنے وقت کے مشہور انقلابی عالم دین آیت اللہ طالقانی کے تفسیر قرآن کے جلسات میں جانا شروع کردیا تھا۔[15]

بعض لوگ اچھے اخلاق کے مفید نتائج سے غفلت برتتے ہیں اور اپنے آپ کو ان سے بے نیاز سمجھتے ہیں۔ بالخصوص وہ لوگ جو دولت، علم یا رتبہ وغیرہ کی بنا پر اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھتے ہیں اچھے اخلاق کو ایک فضول اور بے فائدہ چیز تصوّر کرتے ہیں حالانکہ مذکورہ اوصاف میں سے کوئی بھی اخلاق کا متبادل نہیں قرار پا سکتی۔

یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے جو ہمیں محبوبیت کے راز سے آشنا کر رہے ہیں:

انکم لن تسعوا النّاس بأموالکم فسعوھم بأخلاقکم[16]

"تم ہر گز اتنا سرمایہ اور دولت نہیں رکھتے کہ لوگوں کو ناداری اور زندگی کی سختیوں سے نجات دلا سکو لہذا اپنے آپ کو اخلاق کے سرمائے سے آراستہ

---

[15]. روزنامہ جمہوری اسلامی ص۱۵ شمارہ ۷۲۲۴ جمادی الاولی ۱۴۲۵

[16]. میزان الحکمہ

کرو اور اچھے اخلاق اور کشادہ چہرے کے ذریعے دوسروں کے دلوں سے بوجھ ہٹادو"

چمران امریکہ میں

تہران یونیورسٹی سے گریجویشن مکمل کرنے کے بعد آپ ممتاز طالب علم ہونے کی بنیاد پر محکمہ تعلیم کے سکالرشپ پر اعلی تعلیم کیلئے امریکہ چلے گئے۔وہاں ٹکزاس یونیورسٹی(Taxas University) سے الیکٹرک انجینئرنگ (Electric Engineering) میں M.e کی ڈگری امتیازی نمبروں سے حاصل کی اور پھر Ph.d کیلئے بروکلی یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور یہاں سے بھی دنیا بھر کے ممتاز طلبہ اور معروف اساتذہ کے زیر نگرانی امتیازی پوزیشن کے ساتھ Electronics and plasma physics میں محض تین سال میں ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کرلی۔آپ کی علمی صلاحیت پر لوگ اسلئے تعجب کررہے تھے کہ آپ ایم،اے اور پی،ایچ،ڈی کے دوران سیاسی،سماجی،انقلابی اور مذہبی کاموں میں بھی سب سے آگے تھے

خدا کو کبھی فراموش نہ کرنا

شہید چمران عہد وپیمان اور وعدوں کے سخت پابند تھے وعدہ خلافی کرنا ان کے لئے نہایت دشوار تھا جب شہید چمران اعلی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے امریکہ جارہے تھے تو آپ کی ماں پریشان تھیں کہ ان کا بیٹا امریکہ جیسے ملک جارہا ہے جہاں سب سے پہلے دین، اخلاق اور ایمان کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ وہ بھی جوان کے لئے، آپ کی ماں نے تہران ایرپورٹ پر خلوص دل کے ساتھ چند جملے نصیحت کر کے انہیں رخصت کیا وہ جملے کچھ یوں تھے:

"میرے مصطفی میں نے تمہیں پالا، میں نے اپنی جان اور دودھ سے تیری پرورش کی ہے اب جب تم جارہے ہو میں تجھ سے کچھ نہیں چاہتی اور نہ ہی کسی چیز کی تم سے توقع رکھتی ہوں، میں صرف ایک نصیحت کرتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ خدا کو کبھی فراموش نہ کرنا "[17]

ماں کی اس پر خلوص نصیحت نے چمران کو جگہ جگہ پر سہارا دیا ان کو دین، اخلاق اور انسانیت کی ڈگر سے دور نہیں ہونے دیا، امریکہ، مصر اور لبنان

---

[17] خدا بود دیگر ہیچ نبود، ص ۱۷۵۔

میں کئی طرح کے نشیب و فراز والے بائیس سال گذارنے کے بعد جب شہید چمران ایران واپس لوٹے تو اسی تہران ائرپورٹ پر اپنی ماں سے خطاب کرتے ہوئے لکھا: (اسی مقام پر ان کی ماں نے انہیں خدا کو فراموش نہ کرنے کی نصیحت کی تھی لیکن اب وہ اس دنیا میں نہیں تھیں)

"اے ماں! میں بائیس سال کے بعد اپنے پیارے وطن لوٹ رہا ہوں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس طویل عرصہ میں، میں نے ایک لمحہ کے لئے بھی خدا کو فراموش نہیں کیا، ماں! خدا کا عشق میرے وجود کے تانے بانے کے ساتھ اس قدر مل گیا ہے کہ اب زندگی کا ایک لمحہ بھی اس کے بغیر گذرنا ممکن نہیں۔

ماں میں خوش ہوں لیکن اس لئے نہیں کہ ایک طویل عرصہ بعد وطن لوٹ رہا ہوں بلکہ اس لئے کہ ہمارے زمانہ کا ایک بڑا طاغوت شکست کھا گیا ہے ظلم و فساد کی جڑیں کٹ گئی ہیں اور آزادی و استقلال کی ہوائیں چلنے لگیں ہیں "[18]

امام علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں:

"انّما قلب الحدث کالارض الخالیہ ما ألقی فیھا من شیئ قبلتہ"

---

[18] خدا بود و دیگر ہیچ نبود، ص ۱۶۵۔

"یعنی یقیناً نوجوان کا دل ایک خالی زمین کی طرح ہوتا ہے کہ جو چیز اس میں ڈال دی جائے اسے قبول کر لیتا ہے"

اگر والدین ،اساتذہ، اور علماء جوان کے اس خالی دل کو پر خلوص موعظہ اور دلسوز نصیحتوں کے ذریعہ بھر دیں تو یقیناً ہمارے سارے جوان اپنی اپنی جگہ پر چمران جیسا رول اداء کریں گے اسلئے کہ :

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اسکالرشپ بند ہو گئی

شہید چمران کا غریب گھرانہ آپ کی بیرون ملک تعلیم کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتا تھا جیسا کہ گذشتہ صفحات میں لکھا جا چکا ہے کہ ایران کے محکمہ تعلیم نے آپ کی تعلیمی لیاقت کی بنا پر آپ کو اپنے اسکالرشپ پر بیرون ملک تعلیم کے لئے بھیجا تھا۔ مگر آپ شاہ ایرن کی بڑھتی خیانتوں اور عوام پر ظلم کی خبریں سن کر وہاں بھی چین سے نہیں بیٹھے اور ہر ممکن طریقہ سے شاہی نظام کے مظالم اور خیانتوں کے خلاف احتجاج کرنے لگے اور ایک لمحہ کے لئے بھی نہ سوچا کہ ان اقدامات کے باعث ان کا اسکالرشپ بند ہو سکتا ہے جس کے بل بوتے پر یہاں زیر تعلیم ہیں۔

آپ کا خیال تھا کہ امریکہ میں رہ کر شاہ کے مظالم پر احتجاج آپ کا فرض ہے اب اس کے بعد وہ اسکالرشپ دیتے رہیں یا بند کر دیں اس کی پرواہ نہیں ہے چنانچہ آپ کی بڑھتی سیاسی سرگرمیوں کے باعث ایک دن آپ کا وظیفہ بند کر دیا گیا۔ اب آپ نے اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے ایک پارٹ ٹائم جاب ڈھونڈھ لی لیکن شاہی مظالم کے خلاف احتجاج میں کوئی دقیقہ

فروگذاشت نہ کیا۔[19]

آپ کے ایک دوست کا کہنا ہے کہ ایک دن میں آپ کے پاس گیاتو آپ نے کہا:

"ایران کی حکومت کی طرف سے جو سکالرشپ مجھے ملتی تھی وہ آج کے دن کے بعد بند کردی گئی"

مجھے سخت تعجب ہوا اور میں نے کہا ،آپ مزاق کررہے ہیں کیا؟

آپ نے جواب دیا :

"نہیں،چونکہ ساواک نے میرے والد صاحب پر دباؤ ڈالا تھا کہ مجھے امریکہ سے واپس ایران بلایے مگر میرے والدنے انکار کیا جس کے بعد حکومت نے یہ فیصلہ لیا"

آپ نے بات کو آگے بڑہاتے ہوئے کہا:

"یہ چیز میرے فائدے میں ہیں کیونکہ اب میں زیادہ آزاد ہوکر اپنی سرگرمی کو جاری رکھ سکتا ہوں"[20]

---

[19]. یاران امام بہ روایت اسناد ساواک ص۶

[20]. بادہ سرخ، ص۳۸

حقیقت میں آزاد انسان وہ ہے جس کے نزدیک بلند اہداف اور مقدس اقدار اتنی اہمیت رکھتی ہوں وہ ان کے لئے ہر چیز قربان کرنے کیلئے تیار ہو اور سب سے بڑا غلام وہ ہے جو دنیاوی عیش و آرام کے حصول اور اس کی بقا کے لئے سارے بلند اہداف ، مقدس اقدار اور انسانیت اور اعلیٰ انسانی صفات تک قربان کردے شہید چمران نے ان دو طرح کے لوگوں کی بڑے خوبصورت انداز میں تصویر کشی کی ہے۔آپ فرماتے ہیں:

"اس دنیا میں کچھ لوگ بہ ظاہر زندہ ہیں سانس لیتے ہیں چلتے پھرتے ہیں اور زندگی بسر کررے ہیں لیکن حقیقت میں دنیا کے اسیر ،زندگی کے غلام،اور حالات کے ذلیل لوگ ہیں یہ لوگ مرنے سے بچنے کیلئے اپنے کو اسقدر ذلیل کرتے ہیں کہ گویا مردہ ہیں... لیکن آزاد انسان کی ممکن ہے کم عمری ہی میں موت ہو جائے لیکن جب تک زندہ ہوتا ہے حقیقتاً زندہ ہوتا ہے اپنے کامل اختیار کے ساتھ زندگی کی سانسیں لیتا ہے دوسروں کے ارادوں کا غلام نہیں ہوتا بلکہ دوسرے اس کے سامنے سر تسلیم خم ہوتے ہیں۔[21]

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی (اقبال)

---

21. مجموعہ خاطرات، ص

شوق مطالعہ

شہید چمران کو بچپن ہی سے اسلامی کتب کے مطالعہ کا شوق تھا یہاں تک کہ آپ مذہبی جلسات میں جو تقاریر سنتے تھے کسی پارک میں بیٹھ کر اسے لکھ بھی لیتے تھے۔آپ نہ صرف دین اسلام سے متعلق کتب کا مطالعہ کرتے تھے بلکہ اسلام کا صحیح دفاع کرنے کی غرض سے اسلام مخالف کتابوں کا بھی مطالعہ کرتے تھے۔کالج اور یونیورسٹی طلبہ کے ساتھ نہایت گہرائی وگیرائی سے کمیونزم پر گفتگو کرتے اور اس مکتب فکر پر علمی ومنقطی تنقید کیا کرتے تھے اور یہ سلسلہ آپ نے امریکہ میں بھی جاری رکھاآپ کی ان کوششوں سے امریکہ میں بہت سارے طلبہ کو کمیونزم سے رہائی مل گئی۔

جب آپ p h d کے لئے امریکہ روانہ ہوئے تو یہی شوق مطالعہ اس دیار فسق وفساد میں آپ کے مذہبی اقدار وجذبات کی حفاظت کا سبب بنا۔آپ کے بڑے بھائی مہدی چمران لکھتے ہیں:

"چمران امریکہ سے ہمارے پاس جو خطوط لکھتے تھے ان میں بہت ساری کتابیں بھیجنے کے لئے کہتے تھے اور ہم شہید مطہری، شہید صدر یا قم سے شائع ہونے والی خالص اسلامی فکر پر مبنی دیگر کتب یہاں سے فوری ان کے پاس

امریکہ بھیج دیتے تھے اور یہ ان کے لئے ہماری طرف سے بہترین تحفہ ہوتا تھا"[22]

بظاہر ایران سے امریکہ ان کے والدین اور بھائیوں کی طرف سے کتابیں بھیجنا ایک معمولی چیز ہے لیکن اگر اس بات کی وجوہات جاننا ہوں کہ چمران اس فسق و فجور میں وہی دیندار گھرانے کے چمران کیونکر باقی رہے؟ تو اس کی ایک وجہ یہی صالح اور صحتمند لٹریچر کے مطالعہ کا شوق اور والدین کا اس شوق کو شہید مطہری اور شہید صدر جیسے صالح علماء کے لٹریچر کے ذریعہ سیراب کرنے کا عمل ہے کہ جس نے چمران کو چمران بنایا ہے۔

صحیح معنی میں دیندار اور مسلم گھرانے معنوی اور فکری ہدایا اور تحائف کے ذریعہ بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کرتے ہیں وہ بچوں کی جسمانی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ فکری، روحانی اور تربیتی ضروریات کا بھی خیال رکھتے ہیں اسی لئے حدیث میں آیا ہے:

(خیر ما ورث الاباء الابناء الادب)[23]۔

«والدین کی اپنے بچوں کے لئے بہترین میراث ادب اور تربیت ہے»

چمران میدان جنگ میں بھی روحانی غذا تناول کرنے اور نفس کی

---

22 مجلہ شاہد یاران، ش ۷، ۳، ص ۱۲۔

23 میزان الحکمہ، ش ح ۲۱۳۔

تربیت میں لگے رہتے تھے آپ کے ایک شاگرد بیان کرتے ہیں:

"وہ خدا، رسول اور ائمہ علیہم السلام کی مکمل پیروی کرتے تھے، مولا علی علیہ السلام کے عاشق تھے، محاذ پر بھی نہج البلاغہ ساتھ رکھتے اور جب بھی فرصت ملتی اس کا مطالعہ کرتے رہتے تھے "[24]

24 مجلہ شاہد یاران، ش ۷، ۳، ص ۲۴۔

امریکہ میں سیاسی سرگرمیاں

شہید چمران کے بارے میں ان کے ہم عصر کہتے ہیں وہ جہاں بھی گئے ہل چل مچاتے رہے کہیں خاموش نہیں بیٹھے ہمہ وقت فعّال و متحرک رہتے تھے پہلے سے بنائی گئی انجمنوں اور تنظیموں کی اصلاح، جدید گروپوں کی تشکیل و تنظیم، کیڈر (Cader) کی تربیت، اصلاحی و انقلابی لوگوں و گروپوں کو آپس میں ملانا اور ان میں رابطہ برقرار کرنا، بے ہدف لوگوں و انجمنوں کو صحیح سمت دینا ہر جگہ اور ہر وقت آپکا مشغلہ رہا۔

آپ کے چھوٹے بھائی مہدی چمران اس بارے میں کہتے ہیں:

" آپکا ذہن کچھ ایسا تھا کہ آپ دنیا کے کسی ملک میں بھی جاتے تو فوراً ایک اچھی منصوبہ بندی (Planning) کے ذریعہ مضبوط و مستحکم کسی تنظیم یا گروپ کی بنیاد ڈال لیتے"۔

آپ فرماتے ہیں میں نے شہید چمران کے ایک ساتھی سے پوچھا شہید کے بارے میں آپکا کیا خیال ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا:

" آپ بہتر جانتے ہیں لیکن میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ شہید مصطفی چمران جہاں بھی گئے وہاں ہل چل مچائی، امریکہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے تو وہاں

سے یورپ گئے وہاں Islamic Students Union کی بنیاد ڈالی، ایران آئے تو یہاں بھی خالص مذہبی لوگوں کو کمیونسٹ و سیکولر ذہنیت کے لوگوں سے جدا کیا" [25]

امریکہ میں دوران تعلیم آپ کے کچھ اہم کارنامے شاہ مخالف طلبہ گروپوں اور یونینوں خاصکر اسلامک سٹوڈنٹس یونین(Islamic Students Union)کی تشکیل ہے۔اسکے علاوہ آپ نے دیگرایرانی طلبہ گروپوں میں اپنااثرورسوخ بڑھاکرانہیں شاہی مظالم کے خلاف احتجاج کے لئے تیار کرلیاامریکہ میں مقیم ایرانی طلبہ میں آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھاکہ بعض گروپوں نے آپ کو غائبانہ طورپراعزازی ممبربنالیاتھا ۔امریکہ سے آپ "اندیشہ جبہہ" نامی ایک ماہنامہ بھی نکالتے تھے جسمیں سیاسی، سماجی اورمذہبی موضوعات پرآپ کے مضامین شائع ہوتے تھے۔نیز اسی میگزین کے ذریعہ آپ ایرانی طلبہ کوشاہ کے مظالم اورخیانتوں سے آگاہ کرتے تھے۔

---

[25]. روزنامہ جمہوری اسلامی جمادی الاولی ش، ۲۲۴۷

امریکہ میں سیاسی سرگرمیاں

☆..."جان کینڈی" کے دور صدارت میں آپ نے "بالٹیمور" سے "واشنگٹن" تک نوے کیلو میٹر تک ایک احتجاجی ریلی کا اہتمام کیا اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

☆...ایران کے ایک انقلابی عالم دین آیت اللہ طالقانی کی گرفتاری کے خلاف اقوام متحدہ کے دفتر کے سامنے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بھوک ہڑتال کی۔

☆...۵ جون ۱۹۶۳ کو شاہِ ایران کی طرف سے قم و تبریز میں ہوئے قتل عام کے خلاف بھی طلبہ کی احتجاجی ریلی نکلوائی۔

☆...جب شاہ نے امریکہ کا دورہ کیا تو اس کی اقامت گاہ کے سامنے احتجاج کیا۔[26]

---

[26]. یاران امام بہ روایت اسناد ساواک ص،۶

ساواک کے ریکارڈ میں

جس زمانہ میں شہید چمران امریکہ میں زیر تعلیم تھے ایران کے اس وقت کے جاسوسی ادراہ (ساواک) کی آپ پر کڑی نظر تھی، وہاں آپ کے ہر کام کی رپورٹ ایران بھیجی جاتی تھی۔ایک رپورٹ کچھ اس طرح تھی۔

از:امریکہ نمبر:۳۱۵/۱۲۳

بہ:۳۱۵تاریخ:1968-09-o7

موضوع:ڈاکٹر مصطفیٰ چمران سادہ ای

مذکورہ شخص نے الکٹرانک انجینیرنگ Electronic engineeringمیں ڈاکٹریٹ کیاہے ، شادی شدہ ہے اوراس کے چار بچے ہیں، دو بیٹے اور دو بیٹیاں۔اس کی بیوی امریکی ہے،اس کا نام پروانہ ہے ڈاکٹر چمران لانایٹ میں رہ رہاہے اس کی زندگی حد درجہ سادہ اور عیش و عشرت سے خالی ہے۔ مثلاان کے 14×10 سائز کے مہمان خانہ میں بہت ہی چھوٹااور معمولی ساایرانی قالین بچھاہے۔یہ شخص مختلف موضوعات سے آگاہی رکھتاہے۔مذہبی لحاظ سے بہت ہی دیندار ہے اسی وجہ سے اس کے کچھ دوست اور طالب علم اس کی مخالف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں:

"افسوس ہے کہ ڈاکٹر چمران جیسادانشوراس قدر دین اورمذہب کا پابند ہے"

لیکن وہ جذبات پر کنڑول رکھتااور صبر و تحمل سے اپناکام کرتا ہے، دوران گفتگو طلبہ کواپنے علمی دلائل سے مطمئن کر دیتا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے اس نے اپنی ایک تقریر میں حساب کے ایک فارمولے کے ذریعہ منکرین خدا کے دلائل رد کر کے وجود خدا ثابت کر دیااسی وجہ سے اب طلبہ کی نظر میں اس کا کافی احترام ہے۔ وہ حد درجہ منکسر اور سنجیدہ ہے۔ اس کی ہمیشہ کوشش رہتی ہے کہ کسی کے آگے نہ چلے۔ دوسرے کے سلام کرنے سے قبل خود سلام کرتا ہے۔ کمینسٹوں سے بہت بدظن ہے۔ اپنی خصوصی تقاریر میں ہمیشہ امام علی علیہ السلام کی احادیث کا حوالہ دیتا ہے۔ ایرانی حکومت کا مخالف ہے اور ہمیشہ اس کا برملا اظہار کرتا ہے[27]

27 نقل از امام خمینی کے دوست، ساواک کی اسناد کی روشنی میں، با تلخیص ص ۱۳۵

چمران مصر میں

۱۵ خرداد ۱۳۴۲ ھ ش مطابق ۵ جون ۱۹۶۳ ء کو امام خمینی کی جلاوطنی کے خلاف پورے ایران میں لوگوں نے سڑکوں پر نکل کر احتجاجی مظاہرے کئے۔ شاہ نے عوامی غم و غصہ کچلنے کے لئے کئی شہروں میں پرامن مظاہرین پر فائرنگ کروائی جس کے نتیجہ میں ہزاروں لوگ شہید ہو گئے اس کاروائی کی خبر جنگل کی آگ کی طرح دنیا بھر میں پھیل گئی۔

اس واقعہ کے بعد امریکہ میں ہر طرح کے آرام اور سہولیات (Facilties) رکھنے والے شہید ڈاکٹر چمران کو یقین ہو گیا کہ شاہ نے تمام قانونی اور جمہوری طرز پر ہونے والے احتجاجی مظاہروں کچل ڈالے ہیں لہٰذا اب اس فاسد شاہی نظام کے خلاف مسلح جدوجہد چلانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے چناچہ آپ اپنے بعض ہم فکر مومن ساتھیوں سمیت عسکری تربیت کے لئے مصر روانہ ہو گئے.

آپ کے ایک دوست جو امریکہ میں آپ کے ساتھ تھے کا کہنا ہے کہ جب مجھے پتہ چلا کہ چمران نے مصر جانے کا ارادہ کیا ہے تو میں حیران ہو گیا ،میں ان کو اس فیصلہ سے روکنا چاہتا تھا۔

میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں امریکہ چھوڑ کر مصر جارہے ہیں؟

آپ نے جواب دیا:

"میری یہاں بڑی اور زیادہ تنخواہ لینے اور آرام دہ زندگی بسر کرنے سے کیا فائدہ ہے جبکہ دنیا میں بے انصافی اور ظلم پایا جاتا ہو "

اس بات نے میرے دماغ میں ہل چل مچادی کیونکہ چمران امریکہ میں بہترین علاقہ میں زندگی گزار سکتا تھا اپنا ذاتی جہاز اور شپ(ship)رکھ سکتا تھا،لیکن وہ اس سب کواپنے پاؤوں تلے روندھ کے جارہا تھا۔[28]

جی ہاں،مکتب علی علیہ السلام کے پروردہ انسان ایسے ہی ہوتے ہیں جو مظلوموں کی آہ اور کمزوروں کی فریاد کو تحمل نہیں کرسکتے ،ان سے یہ برداشت نہیں ہوسکتا ہے کہ ظالم اور جابر آزاد ہوکر مظلوموں کے خون سے ہولی کھیلتارہے:

---

[28]. بادہ سرخ،ص ۴۰ .

خنجر چلے کسی پر تو تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اسی دور میں فلسطینی مجاہدین بھی مصر ہی میں عسکری تربیت حاصل کر رہے تھے دو سال تک آپ پیچیدہ اور سخت سے سخت گوریلا کاروائیوں کی تربیت لیتے رہے اور اس کے بعد دیگر ایرانی مجاہدین کو خود ہی وہیں مصر میں ٹریننگ دینے لگے وہاں آپ نے ایک قواعد وضوابط کا حامل "سما" نامی زیر زمین گروپ تشکیل دیا۔

اسی دوران آپ کی مختلف فلسطینی گروپوں سے آشنائی ہو گئی اور ان کے ساتھ آپ کے تنظیمی روابط کافی گہرے ہو گئے۔ مصر میں عرب نیشنلزم کے تعصب کی وجہ سے آپ کو کافی مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن اس فکر کی بھی آپ نے کھل کر مخالفت کی اور واضح کیا کہ اسلام سے ماورا نیشنلزم مسلمانوں میں اختلاف بڑھاتا ہے یہاں تک کہ جمال عبدالناصر کو بھی قائل کر دیا کہ یہ فکر عرب اور اسلامی دنیا دونوں کے لئے خطرناک ہے۔

امریکہ کو کیوں چھوڑا؟

آپ امریکہ میں Electronics and plasma physics میں Phd کر چکے تھے اور آپکی اعلیٰ ذہانت اور خلاقیت کے پیش نظر مختلف جگہوں سے آپ کو Job کی آفر (Offer) بھی ہوئی تھی آپ بروکلی یونیورسٹی کی لیبارٹری میں وقت دینے کے بعد Part time کام بھی کرتے تھے۔امریکہ ہی میں شادی بھی کی تھی اور دو بچے بھی تھے آپ کی زندگی کی سختیاں دور ہو چکی تھیں اور اقتصادی حالت ٹھیک ہو رہی تھی لیکن چونکہ آپ بچپن ہی سے کمزوروں اور مسلمانوں کے ہمدرد تھے لہٰذا عرب اسرائیل جنگ کے دوران عربوں کا بار بار ہزیمت اٹھانا آپ جیسے غیر تمند مومن سے دیکھا نہ گیا۔آپ نے ایک انٹرویو میں کہا:

"عرب اور مسلمانوں کی اسرائیل کے مقابلہ میں شکست اور ہزیمت اتنی زیادہ تھی کہ میں برداشت نہیں کر سکا میرے لئے مسلمانوں اور عربوں کی پستی اور شکست قابل تحمل نہیں تھی لہٰذا میں نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ امریکہ کو ترک کیا اور عسکری تربیت کیلئے مصر چلے گیا"

جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے مصر میں آپ نے دو سال تک اسی مشقت

اور محنت سے فوجی تربیت حاصل کی جتنی محنت سے ساتھ آپ امریکہ میں اعلی تعلیم حاصل کر رہے تھے اور جسطرح آپ نے امریکہ میں اعلی تعلیم میں Ph.d حاصل کر کے وہاں Electric Engineering کے بڑے بڑے دانشوروں سے دادو تحسین حاصل کی اسی طرح مصر میں بھی آپ کو سراہا گیا۔ آپ چونکہ علم وہنر ذاتی مفاد کے بجائے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے حاصل کر رہے تھے انتہائی محنت ومشقت اور خلوص ولگن سے اپنی ذمہ داری ادا کرتے تھے۔

لبنان کی طرف ہجرت

1966 میں شہید چمران کچھ مدت کیلئے مصر سے واپس امریکہ چلے گئے جہاں آپکی خوشحال زندگی کا ایک بار پھر آغاز ہوگیا بہت سارے تحقیقی اداروں کی جانب سے دعوت نامے موصول ہونے لگے اور آپ Bell نامی ایک اہم ادارے میں کام کرنے لگے۔

اسی دوران لبنان میں خانہ جنگی نے زور پکڑ لیا ہر مذہب اور ہر قوم، قبیلہ کے لوگوں نے اپنا اپنا مسلح گروپ بنا لیا۔ اور اس بیچ شیعہ پسے جا رہے تھے دوسری جانب اسرائیل حملوں پر حملے کرتا جارہا تھا ہر طرف تباہی مچی ہوئی تھی تو آپ کے اسلام و مسلمین کے تیئں جذبہ ہمدردی نے ایک بار پھر انگڑائی لی اور آپ ۱۹۶۹ امام موسیٰ صدر کے بلانے پر دوبارہ لبنان آ گئے۔ آپ کی راہ میں امریکی عیش و آرام اور دیگر مادی سہولیات رکاوٹ نہ بن سکیں۔ آپ اپنی ایک یادداشت لکھا:

"میں امریکہ میں خوشحال زندگی گذار رہا تھا ہر قسم کی سہولیات مجھے فراہم تھیں لیکن میں تمام سہولیات و مادی لذات کی زنجیروں کو توڑ کر عازم لبنان ہوا تا کہ محروموں اور پسماندہ لوگوں میں زندگی گزاروں، ان کے فقر اور

انکی محرومی میں گھل مل جاؤں اور اپنے دل کو ان دل شکستہ لوگوں کے درد و غم کیلئے کھولوں اور ہمیشہ موت کے خطرے میں ،اسرائیل کی بمباری کے نیچے زندگی بسر کروں اور آنکھوں سے نکلنے والے درد کے آنسوؤں سے لذت حاصل کروں اور رات کی تاریکی وخاموشی میں اپنے پر سوز فریاد و نالوں کیلئے فقط آسمان کو اپنی پناہ گاہ قرار دوں.

اگر میں ان داغدار مظلوموں کی کوئی مدد بھی نہ کر سکوں کم سے کم ان کے درمیان رہوں،ان ہی کی طرح زندگی گزاروں اور ان کے درد و غم کو اپنے دل میں جگہ دوں۔میں چاہتا تھا کہ دنیا میں سرمایہ داروں اور ستمگروں کے ساتھ محشور نہ ہوں۔ان کی فضا میں سانس نہ لوں ان کی زندگی کی لذتوں سے لطف اندوز نہ ہوں اور اپنے علم ودانش کو پیسوں اور زندگی کی لذتوں کے عوض ان کے ہاتھ بیچ نہ ڈالوں"[29]

---

[29]. یاران امام بہ روایات اسناد ساواک ص ۹و۱۰

جنوبی لبنان کے بے کسوں کا نجات دہندہ

تہران کے ایک غریب گھرانے کا یہ فرزند جس کے والدین اور گھر والے اس انتظار میں تھے کہ وہ امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس آ کے کسی بڑے عہدے پر فائز ہوگا اور اسطرح سالہا سال کی غربت وافلاس ختم ہو گی وہ اس انتظار میں تھے کہ وہ آئے گا نوکری ملے گی اور خوشحال زندگی گذاریں گے مگر چمران اب صرف اپنے گھر کے فقر و غربت کو نہیں دیکھ رہے تھے، ان کے سامنے اب صرف اپنے غریب بھائی نہیں تھے بلکہ مکتب اسلام وقرآن نے ان کے دل میں دنیا کے تمام غریبوں اور کمزوروں کا درد پیدا کر دیا تھا۔ خدا کی محبت نے ان کے دل میں دنیا کے تمام مظلوموں کی محبت ڈال دی تھی انہیں اپنی نہیں بلکہ جنوبی لبنان کی غربت نظر آرہی تھی انہیں یہ انتظار نہیں تھا کہ کب تہران واپس جا کے ایک عالیشان مکان تعمیر کروایا جائے بلکہ انہیں یہ فکر کھائے جارہی تھی کہ لبنان کے یتیموں کے لئے چھت کا انتظام کیوں کر ہو انہیں اپنے بہن بھائیوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کی نہیں بلکہ جنوبی لبنان سے جہالت و ناخواندگی مٹانے کی فکر تھی اب ان کے اہل خانہ صرف چند افراد پر مشتمل نہیں تھے بلکہ دنیا کے تمام مظلوم و بے کس ان کے فیملی

ممبر تھے۔آپ نے اسلام سے یہ سیکھا تھا کہ دنیا تمام مسلمان آپ کے بھائی اور تمام بزرگ ماں باپ کا درجہ رکھتے ہیں لہٰذا ان سب کے درد و غم کا مداوا آپ کا نصب العین قرار پاگیا۔

جنوبی لبنان میں شیعوں کی حالت بہت خراب تھی جہالت، نادانی، غربت، افلاس اور دین و مذہب اور ثقافت و تمدن سے دوری اپنے اوج پر تھی اور ستم بالائے ستم یہ کہ ایک طرف لبنان کی حکومت ان کے ساتھ سوتیلا سلوک کرتی تھی ان کو بنیادی حقوق سے محروم کرر کھا تھا تو دوسری طرف اسرائیل کی سرحد سے نزدیک ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اسرائیلی حملوں کے ہر روز شکار ہوتے الغرض جتنی لاچارگی و بے بسی کا تصور ممکن تھا وہ پورے خاصکر جنوبی لبنان کے شیعوں کا مقدر بن گئی تھی۔

جنوبی لبنان میں شیعوں کی غربت کا یہ عالم تھا کہ والدین اپنی جوان بیٹیوں کو لبنان کے دارالحکومت بیروت کام کیلئے بھیجنے پر مجبور تھے جہاں وہ ہوٹلوں، دفتروں، گھروں اور کارخانوں میں کام کرتی تھیں لیکن بیروت کو اس وقت مشرق وسطیٰ کا سوئٹزرلینڈ (Swezerland) اور شیوخ عرب کا عشرت کدہ کہا جاتا تھا لہٰذا غریب لڑکیاں دلالوں کے ہاتھ لگ جاتیں اور وہ انہیں جنسی برائیوں میں پھنسادیتے جوان لڑکوں کا بھی بے روزگاری کے باعث استحصال ہوتا تھا امام موسیٰ صدر جنوبی لبنان کی یہ ناگفتہ بہ حالت

برداشت نہیں کر سکتے تھے لہٰذا انہوں نے شیعوں کی سیاسی، معاشی، تعلیمی ، ثقافتی اور سلامتی سے متعلق مشکلات کے خاتمہ کے لئے ایک جامع پروگرام ترتیب دیا اور اس میں ڈاکٹر چمران آپ کے مشیر اور دست راست تھے۔

لبنان کے شیعوں کے بہتر مستقبل کی سنگ بنیاد

آیت اللہ موسیٰ صدر جو کہ امام موسیٰ صدر کے نام سے معروف ہیں نے قم و نجف کے حوزات علمیہ سے اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ تہران یونیورسٹی سے اقتصاد(Economics)میں M.A بھی کیا تھا آپ" سید شرف الدین "(جنوبی لبنان کے شیعوں کے مذہبی پیشویٰ)کی وصیت کی بنیاد پر لبنان گئےاور وہاں شیعوں کی قیادت سنبھال لی اس کے بعدان دبے کچلے لوگوں کے کی فلاح و بہبود کے لئے ایک جامع نقشہ تیار کیا۔

شیعوں کی اقتصادی بد حالی کے خاتمہ کے لئے محض چند سالوں کے اندر چار بڑی فیکٹریاں قائم کردیں اور ساتھ ہی ایسے ادارے بھی قائم کر دیے جہاں شیعوں کو معیشت کی مختلف راہیں سکھائی جاتی تھیں سب سے بڑے ادارہ کانام " جبل عامل ٹیکنکل اسکول" تھا یہ اسکول یتیم، محروم اور مستضعف شیعہ بچوں سے مختص تھا اکثر وہ یتیم بچے اس اسکول میں تھے جن کے والدین اسرائیل کے حملوں میں شہید ہو چکے تھے اور ان کی کوئی جائے پناہ نہ تھی یہ یتیم اور محروم بچے چوبیں گھنٹے اسی اسکول میں رہتے تھے اور مدرسہ کی تمام سہولیات ان کو مفت فراہم تھیں اس مدرسہ کے پرنسپل

(principal)آیت اللہ موسیٰ صدر کی طرف سے شہید چمران مقرر ہوئے۔

یہاں بچوں کو (Technical)موضوعات (Subject) نجاری ،لوہاری، ویلڈ نگ (Welding)الیکٹرانیک ، اگریکلچرل مشین ٹھیک کرنے کے فنون وغیرہ سکھائے جاتے تھے چار سال بعد جب یہ بچے اسکول سے فارغ ہوتے توآرام سے اپنااوراپنے گھر کا خرچہ چلا سکتے تھے۔

شہید چمران اتنے بڑے اسکول کا خرچہ بھی انہی طالب علموں کو کام میں لگا کر حاصل کرتے تھے آپ نے اپنی کتاب" لبنان" میں لکھاہے:

"اس فقیر اور محروم اسکول کا خرچہ چلانے کیلئے ہم مجبور ہوئے کہ مدرسہ کے باہر کام کریں، مثلاً ہمارے اسکول کے طالب علم دروازے اور کھڑکیاں بناتے تھے اور پھر ہم ان کو بیچتے تھے اسی طرح ہمارے اسکول کے شاگرد آدھی رات تک اور چھٹی کے دنوں میں ویلڈ نگ(Welding) کا کام کرتے تھے مختلف قسم کے چھوٹے بڑے پیچ بناتے تھے اور پھر ان کو بازار میں فروخت کرتے تھے اور اسی کے ذریعہ مدرسہ کا کچھ خرچہ نکالتے تھے۔ ہمارے اسکول کے ان یتیم اور محروم بچوں کو وہ مہارت حاصل ہوئی تھی کہ وہ آنکھ بند کر کے پیچ بناتے تھے باہر سے آئے ہوئے ٹیکنکل استاد ہمارے اسکول کے شاگردوں کے سامنے لاجواب ہو جاتے تھے حتیٰ اگر ہمیں کسی وقت کسی ٹیکنکل

استاد کا امتحان لینا ہوتا تھا تو میں اپنے شاگردوں کے ذریعہ ان کا امتحان لیتا تھا" [30]

اس اسکول میں طالب علموں کو صرف ٹیکنالوجی ہی نہیں سکھائی جاتی تھی بلکہ ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ یہ ایڈیولوجی(Ideology) اور دین سکھانے کی ایک عظیم تربیت گاہ بھی تھی اس مدرسہ میں عملی صورت میں دینی تعلیم و تربیت دی جاتی تھی یہاں کے شاگرد ٹیکنالوجی، دین، جنگی مہارت، تنظیم سازی سے بھی زبردست طریقے سے آشنائی حاصل کرتے تھے۔

اس مدرسہ کے شاگرد ایک طرف ٹیکنکل مہارت حاصل کر کے جنوبی لبنان کے شیعوں کی اقتصادی بد حالی ختم کرنے میں لگے ہوئے تھے اور دوسری طرف یہی شاگرد اسلحوں کی تربیت حاصل کر کے اسرائیلی درندگی اور اسکے وحشیانہ حملوں سے اس محروم اور غریب علاقہ کا دفاع بھی کرتے تھے۔

شہید ڈاکٹر مصطفی چمران آٹھ سال تک اسکول کے پرنسپل (principal) رہے اور اس دوران شہید چمران نے ہزاروں نوجوانوں کی اقتصادی، دینی، عسکری، اداری و تنظیمی تربیت کی اور جنوبی لبنان کے مستقبل کے لئے مضبوط بنیاد اور ستون کی داغ بیل ڈالی یہاں کے ایک شاگرد نے ایران

---

30. لبنان ص ۶۳ و ۶۵

کے شہر نیشاپور میں بیرونی ممالک کے طلبہ کے ایک اجتماع میں چمران کے بارے میں کہا کہ:

"چمران اس مدرسہ میں اسلامی انسان کی ایک عملی تصویر تھے وہ رات کو سب سے آخر میں سوتے اور صبح کو سب سے پہلے بیدار ہوتے تھے۔ وہ اس مدرسے کے شاگردوں کے برتن بھی خود دھوتے تھے اور چوبیس گھنٹے سخت اور دشوار گذار حالت میں انہی یتیم اور محروم طلبہ کے ساتھ رہتے تھے۔ اور آج جو لبنان میں حزب اللہ کے صف اول کے مجاہدین نظر آرہے ہیں وہ سب آج سے بیس سال پہلے شہید چمران کی تربیت کا عملی ثمرہ ہے۔"

شہید چمران نے اپنی کتاب "لبنان" میں لکھا ہے:

" یہ اسکول ہمارا مرکز، ہمارا فوجی ہیڈ کواٹر، ہمارا ٹریننگ سینٹر اور یہی اسکول ہمارا گھر تھا. [31]

" یہاں طلبہ کو صرف ٹیکنالوجی نہیں سکھائی جاتی تھی بلکہ انہیں ایڈیولوجی (Idealogy) سکھانے کا مرکز بھی یہی تھا۔ یہاں نماز جماعت بھی ہوتی تھی اور اسی کے ساتھ دین شناسی، تنظیم سازی اور کیڈر سازی (Cader) کے کلاسز بھی منعقد ہوتے تھے"[32]

---

31. لبنان ص ٦٨

32. حوالہ سابق، ص ٦٥

بیت الفتاۃ

"جبل عامل ٹیکنکل اسکول" لڑکوں کیلئے تھا جہاں یتیم اور محروم شیعہ نوجوان مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرتے تھے لیکن جنوبی لبنان کے شیعوں میں ایک مسئلہ جوان لڑکیوں اور خواتین کا بھی تھا کہ جنگی حالت بقول شہید چمران کے لڑکوں سے بہت زیادہ خراب تھی غربت و محرومیت کے سبب ان کی حالت کیا ہو گئی تھی؟ شہید چمران اپنی کتاب "لبنان" میں اسکی طرف اشارہ کرتے ہیں:

" شاید آپ کو معلوم ہو گا کہ لبنان کا دارالحکومت بیروت مشرق وسطی اور عرب شیوخ کا عشرتکدہ تھا جسے مشرق وسطیٰ کا سوئٹزر لینڈ کہا جاتا تھا اور بیروت کی ٪۸۵ طوائف جنوبی لبنان کے غریب شیعوں کی بیٹیاں تھیں یہ لڑکیاں غربت و افلاس کے سبب بیروت کام کرنے آتی تھیں تا کہ اپنے خاندان کا کچھ خرچہ چلا سکیں لیکن آہستہ آہستہ انہیں دلّالوں کے ذریعہ جنسی بے راہ روی کی طرف کھینچ لیا جاتا تھا اور اس کے بعد یہ بے چاری غریب

لڑکیاں واپس اپنے گھر نہیں جاسکتی تھیں"[33]

حضرت آیت اللہ امام موسیٰ صدر جیسے غیرت مند رہنما کیلئے شیعہ لڑکیوں کی یہ حالت ناقابل برداشت تھی لہٰذا آپ نے ڈاکٹر چمران کے ساتھ ملکر اس مسئلہ کے حل کا بھی انتظام کیا اور نوجوان لڑکیوں کیلئے "بیت الفتاۃ" (لڑکیوں کا گھر) نامی ایک اسکول کی بنیاد ڈالی جہاں نوجوان لڑکیوں کو سلائی کڑھائی سکھائی جاتی تھی جس سے وہ گھر کا خرچہ چلاتی تھیں۔

امام موسیٰ صدر اور شہید چمران نے مدرسہ "بیت الفتاۃ' ' ہی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ میٹرک پاس لڑکیوں کے ایک نرسنگ ٹریننگ سنٹر بھی جہاں انہیں تیمارداری مفت سکھائی جاتی تھی۔

شیعہ لڑکیوں کو جنسی استحصال سے بچانے کے لئے آپ نے مزید ایک ایسا مرکز قائم کیا جہاں لڑکیوں کو قالین بافی کا کام سکھایا جاتا تھا۔ یہاں کے ذمہ دار بھی شہید چمران مقرر ہوئے اس مرکز میں بیک وقت تین سو کے قریب لڑکیاں زیر تربیت ہوتی تھیں جو کام سیکھ کر قالین بافی کے سارے وسائل گھر لے جاتیں اور وہیں کام کرتیں پھر یہی مرکز ان کے بنائے قالین خرید کر بازار میں بیچتا اور ان لڑکیوں کو ماہانہ تنخواہ بھی دیتا تھا

---

[33]. لبنان ص ۷۰

امام موسیٰ صدر نے شہید چمران کے ساتھ ملکر جنوبی لبنان میں اس طرح کے بہت سارے انسٹیچوٹ کھولے جہاں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو روزگار کمانے کے مختلف فنون اور ہنر سکھائے جاتے تھے۔

شیعیان لبنان کے سیاسی اور عسکری محاذ کی تشکیل

جنوبی لبنان کے شیعہ تاریخ کے ہر دور میں ظلم وستم کے شکار رہے ہیں اموی حکومتوں کے ظلم انھوں نے سہے۔ پہلی جنگ عظیم میں بالکان اور یورپ کے مقابلہ کیلئے عثمانی جنوبی لبنان کے شیعوں کو زبردستی محاذ پر بھیجتے تھے جو شیعہ جوان جانے سے انکار کرتا تھا اس سے ۷۵ دینار لیتے تھے اور یہ غریب لوگ اپنی زمینیں بیچ کر اپنے بچوں کی جان بچاتے اور جن کے پاس ۷۵ دینار نہیں ہوتے تھے وہ کسی سرمایہ دار سے لے لیتے تھے اور اسکے عوض یہ سرمایہ دار عمر بھر ان جوانوں سے خدمت لیتے تھے اور اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں ۷۵ دینار ادا نہیں کر سکتا تھا تو اسکی اولاد کو بھی بیگاری کیلئے لے جاتے تھے۔

ان خبیث سرمایہ داروں نے کئی کئی علاقوں کے تمام انسانوں اور زمینوں کو اپنی ملکیت بنا رکھا تھا " احمد الاسعد " نامی ایک خبیث نے تقریباً آدھے جنوبی لبنان پر قبضہ کر رکھا تھا ۱۹٤۸ میں جب اسرائیل نے فلسطین اور دیگر عرب علاقوں پر حملہ کیا تو اس بے غیرت سرمایہ دار نے جنوبی لبنان کے چودہ گاؤں اسرائیل کے ہاتھ بیچ دیے۔

اسی طرح کے اور بھی بہت سے سرمایہ دار تھے جنھوں نے عام شیعہ

مسلمانوں کی زندگی اجیرن بنا رکھی تھی اور وقتاً فوقتاً برطانیہ وامریکہ بھی انہیں استعمال کرتے اور ان کی مدد لیتے تھے۔[34]

ترکوں کے بعد جب اس علاقہ پر یورپی سامراج حاکم ہو تو اس نے مشرق وسطیٰ کو مختلف طاقتوں کے درمیان تقسیم کر دیا لبنان فرانس کے حصہ میں آیا ۔فرانسیوں نے بھی شیعوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ شیعوں نے فرانس کو چیلنج کیا یہاں تک ان کا صادر کردہ شناختی کارڈ لینے سے بھی انکار کر دیا۔

فرانس کی حمایت سے جب نئی حکومت تشکیل پائی تو اس نے بھی فرانسیسیوں کی سیاسی اور فوجی حمایت کے ذریعہ لبنان کی معیشت، سیاست اور فوج عیسائیوں کے قبضہ میں دے دی اور اسطرح لبنان میں عیسائیوں کے پیر مضبوط ہو گئے۔

شیعوں کی حالت بہت ہی خراب اور دردناک تھی وہ لبنان کے تیسرے درجے کے شہری تصور کئے جاتے تھے سارے پست کام وہی انجام دیتے تھے۔ شیعہ علاقے سب سے زیادہ فقیر اور پسماندہ تھے جہاں عام ضروریات اور سہولیات بھی میسر نہیں تھیں۔ایک وقت میں جب جنوبی لبنان میں ایک بھی اسکول نہیں تھا جب ایک مرتبہ لوگوں نے اپنے وقت کے سب سے بڑے

---

34. لبنان ص ۳۰ و ۳۱

سرمایہ دار اور زمیندار احمد اسعد (اس وقت کے پارلیمنٹ اسپیکر کے باپ) سے تقاضا کیا کہ جنوبی لبنان میں ایک اسکول تعمیر کروادے تو اس کا جواب تھا:

" جب میرا بیٹا کامل پڑھ رہا ہے تو تمہارے بچوں کو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ سب کیلئے کافی ہے"

اسوقت جنوبی لبنان میں ایک بھی ہاسپٹل نہیں تھا سڑکیں اور بجلی بھی ندارد تھیں۔

امام موسیٰ صدر نے محسوس کیا کہ ان درد منداور مظلوم شیعوں کو سماج میں انکا جائز مقام دلانے کے لئے کچھ بنیادی قدامات اُٹھانے کی ضرورت ہے چنانچہ شہید چمران کے ساتھ مل کر آپ نے شیعوں کی سیاسی اور فوجی محاذ کی مضبوطی کیلئے سیاسی طور پر "المجلس الشیعی الاعلیٰ" اور عسکری لحاظ سے "اَمل" تنظیم کی بنیاد رکھی جس کی ساری ذمہ داری شہید چمران کے سر تھی آپ نے شیعہ جوانوں کو اسرائیلی حملوں کے مقابلے میں وطن کے دفاع پر بڑی مہارت کے ساتھ آمادہ کیا۔امل کے یہی جوان جنہوں شہید چمران کے ہاتھوں تربیت پائی تھی آگے چل کر حزب اللہ کے ہراول دستے ثابت ہوئے،اور چمران نے عقیدتی اور فوجی لحاظ سے ان کو اتنا فولادی بنادیا تھا کہ اب یہ لوگ دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں۔

اہل درد

اسلامی انقلاب کے بعد جب آپ لبنان سے واپس ایران لوٹے تو ملک کے دار الخلافہ میں کسی بڑے عہدے پر فائز ہونے کے بجائے آپ نے اسلامی ملک کے سرحدوں کی حفاظت اور عالمی غنڈہ گرد طاقتوں کے زر خرید غلاموں کے ساتھ نبرد آزمائی کو اپنا فرض سمجھا لہذا ایران کے سرحدی علاقہ (اہواز) جاکر اسلامی سرحدوں کی حفاظت کی۔ان سرحدی شہروں کا دفاع اور ان کو دشمن کے ناجائز قبضہ سے نجات دلانا آپ ہی کا کارنامہ ہے۔درد دل کی دولت سے مالا مال شہید چمران کا پورا وجود ایک لمحہ کیلئے بھی آرام سے نہیں بیٹھا اور اس درد نے آپ کو ہر دم مصروف جہاد و پیکار رکھا،اور آپ اس احساس درد کو اپنے لیے اللہ کی سب سے بڑی عنایت سمجھتے تھے۔

آپ نے ایک جگہ لکھا ہے:

"خدایا تو نے مجھے ہر چیز ہر کمال اور ہر خوبصورتی انتہائی درجہ کی عطا کی ہے میں اس سب پر تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن اے عظیم خدا! تو نے مجھے جو سب سے اہم چیز عطا کی ہے اس کا میں شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں اور وہ ہے درد و غم! یہ درد و غم ایک ایسا اکسیر ہے جس نے مجھے حقیقت کا طالب

اور فداکاری و قربانی کا خوگر بنایا اور اب میرے اندر صرف عشق کا فوران ہے"۔[35]

[35] . شہید چمران، بینش و نیایش ص50۔

خدا پر توکل

شہید چمران چونکہ مکتب اسلام کے تربیت یافتہ تھے لہذا اس حقیقت پر کامل یقین رکھتے تھے کہ انسان اگر زندگی کے تمام میدانوں میں صرف اپنی فردی صلاحیتوں پر انحصار کرے گا تو شکست سے دوچار ہوگا۔اسی اعتقاد کی وجہ سے آپ تمام سختیوں میں خدا کی ریسمان توکل کو ہاتھ میں لیکر آگے بڑھتے تھے آپ اپنے اس محکم عقیدہ کے بارے میں یوں اظہار کرتے ہیں:

"اے عظیم خدا! میں تجھ پر ایمان و توکل کے سہارے تیری جانب سے عائد کردہ اپنی عظیم ذمہ داری نبھانے،تاریخ انسانیت کے عظیم سورما علی علیہ السلام کو یاد رکھنے اور عالم خلقت کے عظیم شہید حسین علیہ السلام کی راہ پر چلنے کے لئے گستاخانہ اور عاشقانہ انداز میں موت کے پر تلاطم دریا میں تیرتا ہوں اور طوفان حوادث میں غوطہ زن ہو جاتا ہوں،موت کے اژدھا کے ساتھ پنجہ آزمائی کرتا اور شمشیر شہادت سے ظلم و کفر کا سینہ چاک کر دیتا ہوں۔ میں تجھ پر ایمان و انحصار رکھ کے پوری دنیا کے مقابل کھڑا ہوں"۔[36]

---

[36] . پیام انقلاب، ش ۲۶۱ ص ۷۔

شمع سوزان

ڈاکٹر چمران جہاں میدان جہاد و معرکہ کارزار میں مضبوط ارادہ رکھتے تھے وہیں آپ کی عظیم روح کے اندر بھی عشق موجیں مار رہا تھا آپ جہاد و عرفان کے تابناک نمونہ تھے آپ کے جان گداز راز و نیاز اور مناجات انسان کے دل کو عالم بالا اور ملکوت اعلیٰ کی پرواز سکھاتے ہیں آپ کے کلمات عشق خدا کی آپ کی گرویدگی اور آپ کے خدائی جذبات کے عکاس ہیں:

"خدایا میں شمع ہوں راستہ میں روشنی پھیلانے کے لئے جلتا ہوں ۔خدایا! تجھ سے اتنی التجا ہے کہ میرا وجود اسی راہ میں فنا کر دینا اور مجھے آخر تک جلنے کی اجازت دینا یہاں تک میرے وجود کا خاکستر بھی باقی نہ رہے خدایا! میں میدان جنگ میں وارد ہوا ہوں میں ایسے قوی دشمن کے ساتھ پنجہ آزمائی کر رہا ہوں جس کی حمایت دنیا کی بڑی طاقتیں کر رہی ہیں اور میں اپنی مادی و جسمانی کمزوری سے آگاہ ہوں لیکن میں شہادت کے ہتھیار سے لیس ہوں اور ایمان و عشق کی طاقت کے ساتھ میدان میں آگیا ہوں۔میں نے مادیت کے سر پر روح کی عظمت سے وار کیا ہے۔میں نے جان کی بازی لگائی تاکہ مادی قید و زنجیروں سے آزادی حاصل کر سکوں اور روح کی عظمت کے سہارے

گفتگو کر سکوں، چراغ عشق سے روشنی بخشوں ، حقیقت کی تیز کاٹ کے سہارے آگے بڑھوں، رعد آسا فریاد کے ذریعہ کلمہ حق کو منافقین وملحدین پر غالب کر سکوں، نور کے تازیانوں کے ذریعہ اس طولانی تاریک رات کا پردہ چاک کر سکوں اور رات کے چمگادڑوں کو ہمیشہ کے لئے کور کر سکوں، شہادت کے اسلحہ کے ساتھ میدان میں ڈٹ جاؤں تاکہ ابدیت وازلیت کے ساتھ درجہ شہادت پا سکوں، خدا کے سوا کسی کو نہ دیکھوں اور خدا کے سوا کسی کی تلاش نہ کروں، اس کے سوا کسی کی بات نہ کروں اور نہ اس کے سوی کسی کے سامنے سر تسلیم خم کروں"۔ [37]

---

37. پیام انقلاب، ش ۲۶۱ ص ۷۔

کیا علی علیہ السلام آرام سے بیٹھے؟

شہید چمران نے بائیس سال اپنے وطن ایران سے دور امریکہ، مصر اور لبنان میں گذارے۔ امریکہ میں تعلیم کی غرض سے رہے، مصر میں دو سال تک گوریلا جنگوں کی تربیت حاصل کی اور جنوبی لبنان میں دس سال سے زیادہ کا عرصہ جنوبی لبنان کے محروموں اور مستضعفین کی خدمت اور میں گزارا۔ اس بائیس سال کے عرصہ میں صرف دو بار آپ کے والدین جنوبی لبنان جا کر آپ سے ملاقات کر سکے۔

یہاں آپ شب و روز محروموں کے لئے کام کرتے تھے۔ دن کو اسکول میں، اسکول کے بعد امام موسیٰ صدر کی حرکۃ المحرومین اور نوجوانوں کی تربیت میں بسر ہوتا تھا نہ آرام اور چین کی نیند کا موقع نہیں ملتا تھا زندگی کی سہولیات بھی ندارد تھیں اور اسکول نیز دیگر امور کے واسطے بحد کافی بجٹ بھی نہیں تھا۔ کام کرنے کے لئے وسائل بھی خود ہی ڈھونڈتے تھے اور پھر ان ہی کم وسائل کے ذریعہ بڑے بڑے کام انجام دیتے تھے ایک طرف جنوبی لبنان کے محروموں کا غم دوسری طرف ایران کے شاہ مخالف مجاہدین کو منظم کرنے کی ذمہ داری بھی اٹھا رکھی تھی۔

ایک دن ماں نے اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھا تو کہا:

"بیٹے کچھ تو آرام کیا کرو"

شہید چمران نے اپنی ماں سے کہا:

"ماں! کیا حضرت علیؑ نے آرام کیا؟ ہم لوگ علیؑ کے پیروکار ہیں ہمیں بھی عیش و عشرت کے ساتھ نہیں رہنا چاہیئے۔[38]

آپ کے ایک لبنانی شاگرد کہتے ہیں:

"میں نے بارہا دیکھا وہ رات کو اپنی چپلوں کا تکیہ بنا کے سو جاتے تھے"[39]

امام موسٰی صدر اور شہید چمران کے ایک لبنانی دوست اور تنظیم امل کے اعلٰی عہدہ دار سید حسین موسوی (ابو ہشام) کہتے ہیں:

"امام موسٰی صدر کا کہنا تھا کہ لبنان میں اسلامی تحریک کے بنیادی رکن اور اصلی قائد شہید چمران ہیں انہوں نے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی، لبنان میں اپنے لئے کچھ بھی ذخیرہ نہیں کیا، وہ یہاں کی سڑکوں کی گرد و غبار کھاتے تھے انہیں سونے کا وقت تب ملتا تھا جب کسی کام کے لئے گاڑی سے جاتے تھے۔ یہاں کے دبے کچلے عوام کی خدمت پر انہوں نے اپنا پورا وجود

---

[38] مجلہ شاہد یاران ص ۱۲ نصر اللہ چمران سے انٹرویو۔

[39] مجلہ شاہد یاران، ش ۷ ۳ ص ۷ ۴۔

صرف کردیا"۔[40]

شایدامریکہ کی عیش و عشرت کی زندگی خیر آباد کہنے، دنیا کی بڑی بڑی یونیورسیٹوں اور مشہور بین الاقوامی کمپنیوں میں کام کی آفر ٹھکرانے اور لبنان کے محروم، فقیر اور جنگ زدہ علاقہ میں یتیم و مظلوم بچوں کی تعلیم و تربیت میں سختیاں اور مشکلات گلے لگانے کے پیچھے شہید چمران کی وہ عارفانہ نظریں تھیں جن میں انہیں حزب اللہ جیسا مستقبل کا چمکتا سورج نظر آرہا تھا:

کچھ سمجھ کرہی ہوئے ہیں موج دریا کے رقیب
ورنہ ہم بھی جانتے ہیں عافیت ساحل میں ہے

---

40 مجلہ شاہد یاران ص ۴۴۔

مہربانیوں کا مجسمہ

زمانہ طالب علمی میں شہید چمران کی اعلیٰ انسانی صفات کا اعتراف وہ لوگ بھی کرتے تھے جو سیاسی طور پر آپ کے مخالف تھے یہاں تک کہ شاہ کے زمانہ کے جاسوسی ادارہ کی خفیہ رپورٹوں میں بھی آپ کی انسانی خصلتوں کا اعتراف کیا گیا ہے۔

شہید چمران کے بارے میں امریکہ سے ساواک کے جاسوسوں نے جو رپورٹیں ایران ارسال کی تھیں ان میں سے ایک میں آیا ہے:

"وہ کم گو، منکسر مزاج، عقلمند، اہل مطالعہ اور تحقیق کرنے والا ہے"[41]

عربی کا مقولہ ہے کہ "الفضل ماشھدبہ الاعداد" یعنی فضیلت وہ ہے جس کا دشمن بھی اعتراف کرے۔ کسی ملک کے جاسوسی ادارے ہمیشہ اپنے مخالفوں کی کمزوریوں کی تلاش کرتے ہیں تاکہ ان کو برملا کر کے ان کے پیروکاروں اور حامیوں کو بدظن کیا جائے مگر یہاں ساواک کو شہید چمران کی خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں۔

---

[41] امام خمینی رہ کے دوست ساواک کے رکارڈ کی روشنی میں ص ۱۲۵۔

"خوزستان میں جب ہم کمیونسٹوں سے بر سر پیکار تھے تو شہید چمران نے ہمیں ہدایت دی تھی کہ تہران سے جو کھانے پینے کا سامان مجاہدین کے لئے آتا ہے اس میں سے آدھا انہیں کمیونسٹوں کے گھر والوں اور ان کے بچوں کے میں تقسیم کیا جائے"[42]

چمران عجیب و غریب خصلتوں کے مالک تھے وہ ایک طرف دشمنوں کے مقابلہ میں ایک سخت پہاڑ کی طرح ڈٹے رہتے تھے گوریلا جنگ کے ماہر تھے لیکن عام انسانوں کے ساتھ حد درجہ مہربان تھے۔

"میں نے شہید چمران کے ساتھ کئی سال جنگلوں، بیابانوں اور جنگ وامن کے علاقوں میں گذارے ہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کی کسی کے ساتھ لڑائی ہوئی ہو۔آپ کسی کو نہیں دکھا سکتے ہیں جسکی شہید چمران کے ساتھ تلخ کلامی ہوئی ہو یہاں تک کہ آپ پر جو تہمتیں لگائی جاتی تھیں آپ ان کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے"[43]

خوزستان پر جب عراق نے چڑھائی کی تو کچھ کمیونسٹ خیالات کے جوان بھی عراقیوں کے مقابلہ میں کھڑے ہوگئے۔ میں نے شہید چمران سے کہا ان

---

42 امام خمینی رہ کے دوست ساواک کے رکارڈ کی روشنی میں ص ۱۲۵۔

43 مجلہ شاہد یاران ش ۳۷، ص ۱۹، آپ کے ایک شاگرد سے انٹرویو۔

لوگوں کو انقلابی عدالت کے حوالہ کر دیا جائے آپ نے کہا:

"دیکھو جنگ ایران کے خلاف ہے ان کمیونسٹ جوانوں کو اپنے وطن کا دفاع کرنے دو لیکن تم دو کام ضرور کرنا؛ ایک یہ کہ خیال رکھنا کہ یہ لوگ ہمیں کوئی نقصان نہ پہونچانے پائیں اور دوسرے یہ کہ تم اپنے اسلامی اخلاق کے ذریعہ انکے سامنے ثابت کر دو کہ ہمیں حق پر ہیں۔ اگر تم نے یہ دو کام کیئے جان لو ہم کامیاب ہیں"[44]

شہید چمران جب کسی پر بہت زیادہ غصہ ہوتے تھے تو غصہ سے چلاّتے تھے " پیارے " اور وہ بھی جب بہت زیادہ غصہ ہوتے تھے۔[45]

آپ کے شاگرد جناب شاہ حسینی کا کہنا ہے:

" شہید چمران کی شہادت سے پہلے محاذ پر کام بہت زیادہ تھا اور میں ڈیڑھ سال تک اپنے گھر بچوں کو دیکھنے نہ جاسکا۔ میری اہلیہ حاملہ تھیں میری غیر موجودگی میں میرے بیٹے کی ولادت ہوئی، شہید چمران کو پتہ چلا تو آپ نے میرے اہلیہ اور بچوں کو تہران سے خوزستان محاذ پر بلایا اور میں نے کچھ دن ان کے ساتھ گذارے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیوی بچوں سے ڈیڑھ سال کی یہ دوری

---

44 مجلہ شاہد یاران ش ۷، ۳، ص ۱۹، آپ کے ایک شاگرد سے انٹر ویو۔

45 مجلہ شاہد یاران ش ۷، ۳، ص ۱۹، آپ کے ایک شاگرد سے انٹر ویو۔

صرف شہید چمران کے اخلاق کی وجہ سے قابل تحمل تھی وہ مقناطیس کی طرح افراد کو جذب کرتے تھے اس عظیم انسان کے اندر اس قدر جاذبیت تھی کہ اگر آپ سو سال تک بھی اس کے پاس رہتے تو آپ اپنی اہلیہ اور بچوں کی پرواہ نہیں کرتے"[46]

جی ہاں! دلوں پر حکمرانی اسلامی اخلاق کے سانچہ میں ڈھل جانے سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ مال و دولت، جاہ ومقام، علمی صلاحیت اور قابلیت جھاڑنے سے۔

دل جیت لو دل جیتنا حج اکبر ہے
ایک دل ہزار کعبہ سے افضل ہے

---

46 مجلہ شاہد یاران ش ۷، ۳، ص ۱۹، آپ کے ایک شاگرد سے انٹرویو۔

چمران! قیمتی آسمانی تحفہ

کہتے ہیں موتی کی قیمت جوہری ہی جانتا ہے۔ انسانوں کا حال بھی یہی ہے ایک عظیم انسان کی قدرومنزلت بھی وہی جان سکتا ہے جوخود فضائل وکمالات کی وادیوں کی سیر کرچکا ہو، خود بھی انسانی واخلاقی فضائل وکمالات سے متصف ہو۔

چمران نے جب لبنان کے دبے کچلے عوام کی خدمت کے لئے امریکہ کا عیش وآرام چھوڑا تو لبنانی شیعوں کے روحانی وسیاسی پیشوا امام موسٰی صدر نے شروع ہی میں اس موتی کو پرکھ لیا اور یہ محسوس کیا کہ انہوں نے جس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا ہے اس کے لئے انہیں اپنا ایک دست راست، مشیر اور وزیر مل گیا ہے چنانچہ امام موسٰی صدر کے بھتیجے ڈاکٹر صادق طباطبائی فرماتے ہیں:

"امام موسٰی صدر چمران کے ساتھ بے انتہا محبت کرتے تھے جس کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے اور آپ نے بارہا مجھ سے کہا کہ صادق تم نے چمران کی شکل میں میرے لئے عجیب آسمانی اور خدائی تحفہ لائے ہو۔"

جی ہاں! امام موسٰی صدر کے بعد چمران واقعا لبنان کے ان بے یار وبے کس لوگوں کے واسطے دوسرا خدائی تحفہ تھے۔ کیہ وہی بے کس

لوگ ہیں آج جنکی عزت وشرافت اوراستقامت وپائداری کے چرچے ہر سو ہیں۔ چمران لبنان کے کمزور و بے کچلے مظلوم وغریب عوام کے لئے وہ شمع تھے جو دن رات جل جل کے جہالت، غفلت، پسماندگی، قبیلہ پرستی، احساس کمتری اور اختلافات کی تاریکیاں مٹاتی رہی۔

عجیب اتفاق ہے بائیس سال کے بعد جب چمران کی شکل میں ایک شمع سوزان اپنے وطن لوٹی تو ایران کے مستضعفین کا امام اور پیشوا امام خمینیؒ بھی بالکل لبنان کے محرومین کے امام کی طرح ان کو اپنے لئے تحفہ سمجھ رہا تھا لبنان کی تنظیم امل کے ایک اعلیٰ عہدہ دار عادل عون اس بارے میں کہتے ہیں:

۱۹۷۸ میں جب انقلاب کامیاب ہوا تو شہید چمران تنظیم امل اور مجلس شیعیان لبنان کے ایک وفد کے ہمراہ امام خمینیؒ کی خدمت میں انقلاب کی کامیابی کی مبارک باد پیش کرنے ایران آئے۔

امام خمینیؒ نے اس وقت لبنان کے وفد سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"آپ لوگ جو نہایت قیمتی تحفہ ہمارے اور انقلاب کے لئے لے کے آئے ہیں وہ ڈاکٹر چمران ہیں"

وفد نے چمران کو واپس لبنان لے جانے پر کافی اصرار کیا لیکن جب ان کو پتہ چلا کہ امام خمینیؒ چاہتے ہیں کہ چمران ایران میں رہ کر اپنی صلاحیتوں

سے انقلاب کی خدمت کریں تو وہ ان کے ایران میں رہنے پر راضی ہو گئے۔

چمران واقعاً ایران کے اسلامی انقلاب کے لئے بہترین تحفہ ثابت ہوئے۔ انقلاب کے بعد ملک کا نظام درہم برہم ہو چکا تھا فوج میں ساواکی منافقین اور شاہ کے ماننے والوں کا اثر و رسوخ باقی تھا۔ادھر دو تین سرحدی ریاستوں میں کچھ لوگوں نے غیر ملکیوں کے بہکاوے میں آکر علاحدگی پسند تحریکیں شروع کر دیں کردستان، کرمان،اور خوزستان میں کمیونسٹوں اور انقلاب مخالفین نے مسلحانہ کاروائیاں شروع کر دیں، بہت سارے سرکاری اداروں پر قابض ہو گئے۔ یہاں شہید چمران کی حکمت عملی سے گوریلا فوج تشکیل پائی جس نے نہایت ہی کم وسائل اور غربت و بے کسی کے عالم میں کردستان سے کمیونسٹوں اور منافقین کا قلع قمع کر دیا اس طرح کردستان جو ایران کے ہاتھ سے جا چکا تھا دوبارہ ایران کی گود میں واپس آگیا۔

ہوٹلوں میں بیٹھ کر غریبوں کی بھلائی کی باتیں کرنا

دنیا میں غریبوں، فقیروں، یتیموں اور پسماندہ لوگوں کی غربت مٹانے اوران کی پسماندگی دور کرنے کی باتیں کرنے والوں کی کمی نہیں سیاستداں غریبوں کے مسائل پر ایسا بھاشن دیتے ہیں کہ غریب عوام جذباتی ہو کر انہیں ایوان اقتدار تک پہونچا دیتی ہے۔اس موضوع پر اخبارات وجرائد میں کالم لکھنے والوں کی بھی کمی نہیں ان کازور قلم دیکھ کر غریب لوگ انہیں کواپنا نجات دہندہ تصور کر لیتے ہیں۔غریبوں کے لئے کام کرنے والی N.G.O تشکیل پاتی ہیں ، بڑے بڑے ہوٹلوں میں غریبوں کے مسائل پر کانفرنسیں اور سیمینار منعقد ہوتے ہیں۔

لیکن اس سب میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو غریب اور اس بیچارے کی مشکلات ومسائل سے سیڑھی کا کام لیتے ہیں جس پر چڑھ کر وہ ایوان اقتدار اور دیگر مادی وذاتی مفادات تک رسائی حاصل کرتے ہیں لیکن مکتب علیؑ کا پروردہ، تعلیمات نہج البلاغہ سے متاثر شہید ڈاکٹر چمران غریبوں اور محروموں کے درمیان رہ کر ان کی خدمت کرتے تھے۔آپ نے جن یتیم اور محروم بچوں کی جبل عامل ٹیکنکل اسکول میں تعلیم وتربیت کی ذمہ داری سنبھالی تھی ان کے

ساتھ شفیق باپ کی طرح رہتے تھے انہیں کے درمیان سوتے بھی تھے کھاتے بھی تھے اپنے کام خود کرتے تھے اپنے کھانے کی پلیٹ تک خود صاف کرتے تھے اور جب اس کی تعمیر و مرمت کا کام ہوتا تھا تو آپ ان یتیم بچوں کو ساتھ لے کر کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے۔

آپ کے ایک لبنانی شاگرد اس بارے فرماتے ہیں:

"وہ یتیم اور محروم بچوں کی تمام ضروریات کا خیال رکھتے تھے وہ انہیں یتیم بچوں کے ساتھ اپنی پلیٹ اور چمچہ ہاتھ میں لے کر کھانا لینے کے لئے لائن میں کھڑے ہوتے تھے وہ ان کے ساتھ کھیلتے بھی تھے "[47]

لبنان کے ایک برجستہ صاحب قلم جناب سید محمد صادق حسینی ڈاکٹر چمران کی یتیم پروری کے بارے میں لکھتے ہیں:

" ڈاکٹر چمران کے ان یتیم بچوں کے ساتھ برادرانہ اور معنوی رابطے تھے وہ ان کے ساتھ ایک روکھے سوکھے پرنسپل کی طرح نہیں بلکہ دوستانہ و برادرانہ ماحول میں رہتے تھے۔ بچے اپنی ساری تعلیمی، اخلاقی، نفسیاتی حتی گھریلو مشکلات آپ سے بیان کر دیتے تھے "[48]

شہید چمران نے اپنی ایک یادداشت میں غریبوں، محروموں اور یتیموں

---

47 شیخ مصطفی معمری کے ساتھ ایک انٹرویو، مجلہ یاران ص ۳۶

48. سابق، ص ۵۵۔

کی مدد اور خدمت کے طریقہ کے بارے میں لکھا ہے:

"میں ان میں سے نہیں ہوں جو ہوٹلوں میں بیٹھتے ہیں اور کافی کی پیالی ہاتھ میں لے کر محروموں اور جنگ زدہ لوگوں کے درد وآرام کے بارے میں باتیں کرتے ہیں یا اخبار اور ریڈیو کے ذریعہ دنیا کے حالات وواقعات سے باخبر ہوتے ہیں میں وہ ہوں جس نے زمینی حقائق بہت قریب سے دیکھے ہیں انہیں کے ساتھ زندگی بسر کی ہے لبنان کے شمال سے لے کر مغرب تک گاؤں گاؤں میں لوگوں کے ساتھ رہتا ہوں ان کے ساتھ کھانا کھاتا ہوں۔ جب بم پھٹتے ہیں، گولیاں برستی ہیں تو میں ان کے پاس ہی ہوتا ہوں۔ شہداء اور زخمیوں کو کاندھے پر اٹھاتا ہوں اور جب گولیاں ہماری طرف فائر ہوتی ہیں تو ہمارا زندہ رہنا فقط خدا کی قضاء وقدر کا مسئلہ اور اس کی مرضی ہوتی ہے"[49]

تیس پنتیس سال تک ایک عالم دین اور ایک دانشور نے اپنے پورے وجود کے ساتھ کسی طمع ولالچ کے بغیر، جنوبی لبنان کے غریب، محروم اور یتیم بچوں کی تعلیم وتربیت میں سختیاں گلے لگائیں اور آج تیس سال بعد انہیں بچوں نے قوم کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے کر نہ صرف اپنی تقدیر بدل لی ہے بلکہ پورے عالم اسلام کے نوجوانوں کے لیے نمونہ اور ideal بن گئے ہیں۔

---

49 مجموعہ خاطرات چمران ص ۱۸۔

کیا میری سرزمین کے نوجوان ڈاکٹر چمران اور امام موسیٰ صدر بن کر قوم کی تقدیر نہیں بدل سکتے ہیں؟

زمانہ پکار رہا ہے:

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

چمران! تین انقلاب کے درمیان پل

ڈاکٹر چمران زمانہ طالب علمی سے ہی سامراجی طاقتوں کے ظلم کا تختہ مشق بنے مستضعفین اور ستم رسیدہ اقوام کے درد میں تڑپ رہے تھے انہیں فلسطینی ولنبانی مسلمانوں سمیت نسلی تعصب کا شکار سیاہ فام امریکیوں کی بھی فکر تھی۔ چمران امریکہ میں ایران اور دنیا کے دیگر طلبہ کو دنیا کی مظلوم اقوام خاص کر سیاہ فام امریکیوں کی حالت زار سے میں مسلسل آگاہ کرتے رہتے تھے۔ اس ضمن میں ساواک نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا ہے: "ڈاکٹر چمران انقلابی تحریکوں، خاص کر سیاہ فام امریکیوں کا حامی ہے اس کا خیال ہے کہ وہی انقلاب کامیاب اور مفید ثابت ہو سکتا ہے جس کا سہارا بیرونی ممالک نہیں بلکہ عوام ہوں"[50]

ساواک کی ایک اور رپورٹ میں آیا ہے:

"آج منگل ۱۹۶۸/ ۵/ ۷ کو صبح آٹھ بجے شمالی کیلی فورنیا میں ایرانی طلبہ تنظیم کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر چمران نے سیاہ فام امریکیوں اور

---

50 امام خمینی رہ کے دوست ساواک رکارڈ کی روشنی میں، ص ۱۳۷۔

ان کے ذریعہ چلائی گئی تحریکوں پر تقریر کی جسمیں اس نے تفصیل سے ذکر کیا کہ سیاہ فام امریکہ کیسے لائے گئے، کیسے انہیں غلام بنا کے رکھا گیااور ان سے کھیتوں میں کام لیا جاتا رہا"[51]

لبنان کے ایک معروف صاحب قلم سید محمد صادق حسینی کا خیال ہے کہ چمران ایک ساتھ تین انقلابات کے درمیان پل کا کام انجام دے رہے تھے۔

"چمران اپنے اندر ایک مستقل ملت تھے ان کی سوچ اور فکر مستقل تھی۔ وہ صرف لبنانی شیعوں اور فلسطینی انقلاب کی مدد کرنے لنبان آئے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ایران کے اسلامی انقلاب اور فلسطینی و لبنانی انقلاب کے درمیان ایک پل ایجاد کرنا چاہتے تھے ان کی اکثر سرگرمیاں ظلم وستم کی نابودی کے لئے تھیں۔ وہ مکتب تشیع کی پیرو، اسلام کے پابند اور اپنے اعلیٰ عہدہ داروں تابع ہونے کے ساتھ ساتھ وطن، پارٹی براعظم، ملک اور قوم وقبیلہ سے بالاتر ہو کر اپنے مقدس مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں تھے"[52]

---

51 ۔امام خمینی رہ کے دوست ساواک رکارڈ کی روشنی میں، ص ۱۳۷۔

52 ۔ مجلہ یاران، ش ۳۷، ص ۵۵

گمنام سپاہی

جن لوگوں کے پاس دینی اقدار کا فقدان ہو، جنہوں نے اخلاق کی لذت نہ محسوس کی ہو ایمان واخلاص سے بے بہرہ ہوں اگر وہ کوئی اچھا کام کرلیں تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے کام کی خوب تعریف ہو، جگہ جگہ ان کا ذکر ہو ایسے میں اگر لوگوں نے ان کی تعریف نہ کی بلکہ ان کے اچھے کام کے باوجود ان پر تہمیں لگائیں یا کام پر تنقید کی تو وہ بہت جلد دل برداشتہ ہو جاتے ہیں اور ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنے اقدام کو اچھا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے وہ نیک بندے جو لذت ایمان واخلاص سے سرشار ہوتے ہیں جو دنیا کے زود گذر ہونے اور آخرت کے جاوداں ہونے پر یقین محکم رکھتے ہیں جو ہر کام خدا ورسول کو حاضر وناظر جان کر کرتے ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کام اگر خدا کی مرضی کے مطابق ہے ساری دنیا اسے برا کہے کوئی غم نہیں اور اگر کام خدا کی مرضی کے مطابق نہیں ہے ساری دنیا اس کی تعریفیں کرتی رہے کوئی فائدہ نہیں ایسے لوگوں کا ہم وغم صرف ایک شے ہوتی ہے اور بس! اور وہ یہ ہے کہ ان کا عمل بارگاہ خداوندی میں قبول ہو جائے ایسے لوگوں کو شہرت نہیں گمنامی پسند ہوتی

ہے، انہیں چھپ چھپ کر کام کرنے میں مزہ آتا ہے۔

شہید چمران ایسے ہی مرد خدا تھے وہ گمنامی پسند کرتے اور شہرت سے دور بھاگتے تھے ان کے دل میں مقام و منصب کی کوئی آرزو نہ تھی یہی وجہ تھی امام موسیٰ صدر نے ان کو گمنام سپاہی کا لقب دیا۔

"جب شہید چمران فلسطین، شاہ ایران، مجاہدین اور امام خمینیؒ کے بارے میں امام موسیٰ کے موقف سے آشنا ہوئے تو آپ نے مصمم ارادہ کیا کہ لبنان میں رہ کر آپ کا پروگرام اور تحریک آگے بڑھائیں گے۔ شہید چمران امام موسیٰ کے عاشق تھے اور آپ نے بھی ان کو گمنام سپاہی کا لقب دیا تھا۔ وہ امام موسیٰ صدر کے افکار کو پہلے اپنے اندر سموتے تھے اس کے بعد ان پر عمل پیرا ہو جاتے تھے "[53]

"شہید چمران تحریک امل کی رگوں میں خون کی مانند تھے وہ اس تحریک کی ترقی کے لئے دن رات ایک شہر سے دوسرے شہر کا چکر لگاتے رہتے تھے۔ تھکاوٹ نام کی شے سے ناآشنا تھے ان کے پاس ہر مشکل کا کوئی نہ کوئی حل ہوتا تھا وہ اپنے کام کے ساتھ والہانہ عشق رکھتے تھے اور اسے عبادت سمجھ کر کرتے تھے۔ کسی کام یا پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہونچانے کے لئے

[53] عادل عون، حرکت امل کے ایک اعلیٰ عہدیدار، یاران، ش ۷، ۳، ص ۱۴۱۔

ہر چیز قربان کر دیتے تھے۔ان کے وجود میں شکست نام کی کوئی چیز نہیں تھی وہ سب سے پہلے کام میں لگ جاتے تھے اور سب سے آخر میں کھاتے اور سوتے تھے وہ ایسے رہبر تھے جو اپنی مثال آپ تھے"[54]

قائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای مدظلہ نے شہید چمران کے ساتھ ایران عراق جنگ کے دوران کافی وقت گزارا تھا آپ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

"شہید چمران کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ وہ معاشرے میں ظاہر داری نہیں کرنا چاہتے تھے وہ بہت کم پریس کانفرنس دیتے تھے اپنے کو بڑھ چڑھ کر پیش نہیں کرتے تھے مثلاً جب وہ لبنان سے واپس آکر وزیر اعظم ہاوس میں کام کرنے لگے تو میں نے بہت کم ان کا نام سنا بلکہ ایک عرصہ تک مجھے پتہ ہی نہیں تھا کہ چمران ایران میں ہیں جب کہ کچھ لوگ جو چمران سے علمی اعتبار سے بہت نیچے تھے جب انقلاب کے بعد واپس ایران آئے تو انہوں نے اپنے کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا پریس کانفرنس بلاتے تھے ادھر ادھر جاتے تھے لیکن چمران نے ایسا کچھ نہیں کیا۔وہ نہایت محنتی انسان تھے اکثر رات کو وزیر اعظم ہاوس میں ہی سو جاتے تھے اور وہیں دیر تک کام کرتے تھے بہت

---

54 عادل عون، حرکت امل کے ایک اعلیٰ عہدہ دار، یاران، ش ۷، ۳، ص ۱۴۔

کم گھر جاتے تھے دن رات کام میں ہی لگے رہتے تھے"[55]

قائد انقلاب اسلامی شہید چمران کے بارے میں مزید فرماتے ہیں:

"آپ نے اعلیٰ علمی مدارج طے کئے تھے لیکن اس بارے میں بہت کم کسی سے کچھ بتاتے تھے وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو بیٹھ کر اپنی ڈگریوں اور سرٹفیکٹوں کے بارے میں باتیں کرتے ہیں میں عرصہ تک ان کی علمی صلاحیتوں کے بارے میں بے خبر تھا جب کہ میں اور شہید چمران آپس نزدیک اور دوست تھے چمران کی ان بڑی ڈگریوں کا علم مجھے بہت دیر میں ہوا"[56]

---

[55] آیت مجاہدان ص ۵۱ و ۵۴۔

[56] عادل عون، حرکت امل کے ایک اعلیٰ عہدہ دار، یاران، ش ۷، ۳، ص ۴۱۔

موت کیا ہے کہ تو مجھے ڈراتا ہے؟

شہید چمران شجاعت و جوانمردی کا مثالی نمونہ تھے وہ خطرات و مشکلات میں کھیلتے اور ان کے ساتھ پنجہ آزمائی کرتے تھے جہاں سختی تھی وہ وہاں حاضر تھے جہاں فداکاری اور قربانی دینے کا مسئلہ تھا وہ وہاں موجود تھے وہ موت کے پنجوں میں جا کر ذمہ داریاں انجام دینے والا سورما تھا آپ نے اپنی ایک یادداشت میں لکھا:

"کل انقلابی سلامتی دستہ کا ایک رکن جبل عامل انسٹیچوٹ میں میرے پاس آیا اور مجھے ایک کنارے لے جا کر کہنے لگا: مجھے فلسطینی مزاحمت کے لیڈر کی طرف سے آپ کی جان کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے لہٰذا میں تین فلسطینی جنگجوئوں کو بھیجتا ہوں جو ہمیشہ یہاں تک کہ گاڑی میں بھی آپ کے ساتھ رہ کر آپ کی حفاظت کریں گے"

میں نے کہا: ہوا کیا ہے جو اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں؟

اس نے کہا:

"رپورٹوں کے مطابق دشمن آپ کو قتل کرنے کی تاک میں ہیں آپ کی جان کو یقینا خطرہ ہے ایسا حادثہ فلسطینی مزاحمت کے لئے ناقابل تلافی بھاری

نقصان ہو گا اور میں مزاحمت کے لیڈر کی طرف سے آپ کی حفاظت کا ذمہ دار ہوں "

میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا:

"میرا خدا میرا نگہبان ہے"

اس نے میری بات مسترد کی اور پھر اپنی ڈیوٹی کو دہرایا میں نے آخر میں کہا تحریک امل کے بہت سارے جوان ہیں ضرورت پڑی تو وہ میری حفاظت کریں گے، میں نے پھر اس کا شکریہ ادا کیا۔

" عجیب ہیں یہ لوگ ! مجھے موت سے ڈرا رہے ہیں ؟ میں وہ ہوں جو موت میں غوطہ زن ہوتا ہوں، میں موت کے نام سے آرام و مطمئن اور خوش ہوتا ہوں

میں غم و درد کا پروردہ ہوں، میں دکھ اور درد کے دریا میں غوطہ کھاتا ہوں اور غموں کی پہاڑ کی نیچے رہا ہوں، مسلسل محرومیت کی آگ میں جل رہا ہوں ،اور دنیا و مافیہا سے اجنبیت محسوس کرتا ہوں "[57]

قائد انقلاب اسلامی حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ خامنہ ای فرماتے ہیں:

"میں نے بارہا چمران کو ایسے ایسے خطرات میں کودپڑتے دیکھا جہاں ان

---

[57] خدا بود و دیگری نبود، ص ۱۵۵۔۱۵۶۔

کی شہادت یقینی مگرا نہیں کوئی گزند نہ پہونچی "[58]

شہید چمران نے ایک جگہ لکھا:

"میں خطروں سے نہیں ڈرتا ہوں، میں موت سے نہیں بھاگتا ہوں ،جب طوفان میرے تحمل کی طاقت سے بڑھ جاتے ہیں ،میں علی کو یاد کرتاہوں ،آپ کے دکھ ودرد ورنج کو ،آپ کی تنہائی،آپ کی فریاد اور آپ کی باطنی سوزوتڑپ کو،وہ طوفان جنہوں نے یکے بعد دیگرے آپ کو محاصرہ کرر کھا تھا،سب کو یاد کرتاہوں۔۔۔اور پھر مجھے سکون ملتاہے اور جب کوئی راہ نجات نہیں ملتی ہے توشہادت کے دامن میں پناہ لیتاہوں اور محکم قدموں اور فولادی ارادے کے ساتھ حسین کے نقش قدم پر چلتاہوں اور اپنی مرضی کے ساتھ اپنے کو،اپنی زندگی اور وجود کو خدا کے سامنے پیش کرتاہوں۔۔۔اور پھر مطمئن ہوکرآرام وچین کے ساتھ اپنی تقدیر کی طرف چل پڑتاہوں۔[59]

چمران اس قدر آزاد انسان تھے کہ وہ ان لمحات کو اپنے لئے شیرین اور یادگار سمجھتے تھے جن میں موت کا خطرہ زیادہ ہوتا تھا،

"میری زندگی کے خوبصورت لمحات وہ ہوتے تھے جب مجھے مکمل یقین

---

[58] مجموعہ خاطرات، ص ۲۸۔

[59] خدابود ودیگر ہیچ نبود، ص ۱۱۰ و ۱۱۱۔

ہوتا تھا کہ میں موت کے پنجوں میں جارہاہوں اور کسی سے کوئی توقع نہیں رکھتا تھااور نہ ہی ذہن میں کسی آرزو کو جگہ دیتا تھااس صاف رات میں آسمان کے ستارے اس قدر خوبصورت اور دل انگیز دکھائی دیتے تھے کہ میں نے بہت کم ان کی مثال دیکھی ہے "

جی ہاں !ایسے ہی لوگ وقت کے شداد ونمرود، یزید وشمر کا غرور جرأت وہمت کی تلوار، ایمان وخوف خدا کے خنجر سے غرور توڑ دیتے ہیں۔

ظالموں کا غرور توڑیں گے　　　موت سے زندگی نچوڑیں گے

ناسا NASA میں نوکری

شہید چمران نے جب الکٹرانک انجینئرنگ مکمل کرلی تو مختلف جگہوں سے آپ کو نوکری کی آفر ہوئی امریکہ کی فضائی کمپنی ناسا (NASA) (National Aeronautics and Space Administration) نے بھی آپ کو دعوت دی مگر آپ نے اس میں کام کرنے سے انکار کر دیا۔

آپ کے بھائی نصر اللہ چمران اس انکار کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہیں:

«آپ کے بعض دوستوں نے آپ سے ناسا(NASA) میں کام کرنے کی آفر کو رد کرنے کے بارے میں پوچھا کہ آپ اس کمپنی کاآفر کیوں نہیں قبول کر لیتے؟

آپ نے جوب دیا:

«میں نہیں چاہتامیرے کام کافائدہ صہیونیوں اوران لوگوں کو پہونچے جو اسلام اورانسانیت کے خلاف سازشوں میں مشغول ہیں» [60]

«آپ نے اپنے دوستوں سے زوردے کر کہاکہ میں نہیں چاہتاکہ جو علم

---

[60] مجلہ شاہدیاران، شمارہ ۳۷، ص ۱۵۔

میں نے حاصل کیا اس کو دشمنان اسلام کی خدمت میں پیش کردوں»

اتنی بڑی فضائی کمپنی کا آفر ٹھکرادینا جس کا نام یاد رکھنے اور جگہ جگہ اس کا تذکرہ کرنے کو ہی بعض ضمیر فروش اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ چمران جوانی کے دور سے ہی اپنے ذاتی مفادات (Interests) پر اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کو ترجیح دیتے تھے۔ناسا کی پیشکش کو یہ کہہ کہ ٹھکرانا کہ اس کمپنی میں میرا کام دشمنوں کو فائدہ پہونچائے گا بتاتا ہے کہ ان کی معلومات جوانی کے دور میں ہی نہایت عمیق تھیں اور وہ جانتے تھے کی بین الاقوامی سطح پر کس شے کا تعلق کہاں سے ہے۔

ایسا بابصیرت علم ہزار سجدوں اور عبادتوں سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے لیکن وہ علم جس کے ذریعہ انسان محض دنیاوی مقاصد کا حصول چاہے، چاہے اس راہ میں اسے دشمنان اسلام وانسانیت کی ہی کیوں نہ خدمت کرنا پڑے نہ صرف یہ کہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا بلکہ بقول علامہ اقبالکے آزاد اقوام کے لئے زہر سے زیادہ خطرناک ہے۔

وہ علم نہیں، زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کف جو [61]

---

[61] (دو کف جو) یعنی دو مٹھی گندم۔

سحر خیز مجاہد

«وہ لوگ رات کے ایک حصہ میں آرام کرتے ہیں اور سحر کے وقت استغفار میں مشغول رہتے ہیں اور ان کے مال و دولت میں محروم اور ضرورت مندوں کے لئے حق ہے» [62]

شہید چمران سحر اور نماز شب سے والہانہ محبت کرتے تھے تھکاوٹ کتنی ہی ہو ،رات بھر کتنا ہی بیدار رہے ہوں، سحر کے وقت خدا کے ساتھ مناجات اور راز و نیاز کے لئے ضرور اٹھتے تھے۔لبنان کے جبل عالم ٹیکنکل اسکول کے آپ کے ایک شاگرد ڈاکٹر سید محمد حسین ہاشمی اس بارے میں کہتے ہیں:

" اس اسکول میں کبھی کبھی آدھی رات کو جگ جاتا تھا تو دیکھتا تھا ڈاکٹر چمران انہیں یتیم بچوں کے درمیان نماز شب کے لئے کھڑے ہیں آپ کے نماز شب میں راز و نیاز اور گریہ کرنے سے ہم سب لوگ لرز جاتے تھے" [63]

آپ کی اہلیہ غادہ چمران بیان کرتی ہیں:

" شہید چمران ہر نماز کے بعد سجدہ میں جاتے تھے اپنا چہرہ خاک پر ملتے

---

[62] ذاریات۔۱۸۔

[63] مجلہ یاران، ش ۷، ۳، ص ۷۴۔

تھے زار و قطار روتے تھے اور یہ سجدے کتنے طولانی ہوتے تھے! جب مصطفی آدھی رات کو نماز شب کے لئے بیدار ہوتے تھے مجھ سے ان کی تھکاوٹ دیکھ کر برداشت نہیں ہوتا تھا"

اور میں ان سے کہتی تھی:

"بس کرو مصطفی! کچھ آرام کرو تھکے ہوئے ہو"

مصطفی جواب دیتے تھے:

"غادہ، تاجر اگر اپنا اصل سرمایہ خرچ کرنے لگے تو دیوالیہ ہو جائے گا اگر اسے زندگی گذارنی ہے تو اس کے لئے اسے منافع بھی کمانا ہوگا اگر ہم بھی نماز شب نہیں پڑھیں گے تو دیوالیہ ہو جائیں گے"[64]

وہ انسان عشق و روحانیت کے کس مرتبہ پر فائز ہوگا جو نماز شب ترک کرنے کو اپنے لئے دیوالیہ ہونے کے برابر سمجھے! جی ہاں، دیوالیہ صرف وہ نہیں ہوتا ہے جس کا مال و دولت ختم ہو گیا ہو، وہ انسان دیوالیہ کہے جانے کا زیادہ مستحق ہے جس کا دل خدا کی یاد، عبادت کی لذت اور رات کی تاریکی میں خدا کے ساتھ راز و نیاز کرنے سے محروم ہو۔اہل دنیا عالیشان محل اور نرم بستر میں سکون ڈھونڈھتے ہیں لیکن صحیح معنی میں انسان کہے جانے کے لائق

---

[64] چمران بہ روایت ہمسر، ص ۴۶۔

خدا کے نیک بندے راتوں کو اٹھ کر نیندیں قربان کر کے اپنے دل وجان کو سکون پہونچاتے ہیں۔

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو آتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

شہید اپنی ایک مناجات میں لکھتے ہیں:

"رات کی تاریکی میں، آسمان وزمین کی پر اسرار خاموشیوں کے درمیان مناجات اور راز و نیاز کے لئے کھڑا ہو جانا مجھے کتنا پسند ہے! ستاروں کے ساتھ گنگناؤں، اپنے دل کو آسمان کے ناگفتہ اسرار کے لئے کھول دوں، آہستہ آہستہ کہکشاں کی گہرائی تک سفر کروں، اس بے نہایت عالم میں محو ہو جاؤں، عالم وجود کی سرحدوں سے گذر کر فنا کی وادیوں میں کھو جاؤں اور خدا کے سوا کسی کو محسوس نہ کروں"۔[65]

رات کے اندھیرے میں، جب لوگ، آسمان اور اس کے ستارے محو سکوت ہوتے ہیں، یہ وہ وقت ہوتا ہے جب دل کے بیدار لوگ موقع کو غنیمت جانتے ہیں اور ان نورانی دروازوں کو اپنی آہ و بکا کے ذریعہ کھولنے کی کوشش کرتے ہیں جن کے کھلنے سے انسان کو علم، الہام، نور، دل کا سکون اور روح کی

---

[65] زمزم عشق، ص ۴۷۔

پاکیزگی نصیب ہوتی ہے یہ وہ شے ہے جس کے عطا کرنے سے ہر دانشور، عالم، مدرسہ اور یونیورسٹی عاجز ہے۔ جو لوگ پاک وپاکیزہ ظرف کے ساتھ اس سناٹے میں خدا سے گڑگڑا کے بھیک مانگتے ہیں خدا ان کے ظرف کو اس دولت سے بھر دیتا ہے جو ظاہری آنکھوں سے قابل دید نہیں ہوتی بلکہ اسے وہی لوگ دیکھ سکتے ہیں جو خود بھی اس سے مالا مال ہوں ۔اقبال بھی کہتے ہیں کہ جو چیز مجھے کہیں نہیں ملی وہ سحر کے وقت خدا کے ساتھ راز و نیاز کرنے اور نماز شب سے حاصل ہو گئی۔

میں نے پایا ہے اسے اشک سحر گاہی میں
جس در نایاب سے خالی ہے صدف کی آغوش

اقبال نے مسلم نوجوانوں کے لئے بھی خدا سے وہی دولت مانگی تھی جو فقط تہجد اور آہ سحری سے حاصل ہوتی ہے۔

جوانوں کو میرے آہ سحر دے
پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے

شہید چمران بھی جوانوں سے فرماتے ہیں کہ نماز سے لذت حاصل کرو:

" اپنی نماز کو عشق و محبت کے ساتھ پڑھو، چاہے تھکے ہی کیوں نہ ہو اور نماز کے لئے حوصلہ نہ رکھتے ہو۔ نماز پڑھنے سے پہلے سوچو کہ کیوں نماز پڑھ رہے ہو اور کس ذات کے ساتھ ملاقات کرنے کا وقت ہے پھر آہستہ آہستہ ان کلمات

سے لذت محسوس کروگے جن کو تم عمر بھر دہراتے رہے ہو۔ دنیا میں نماز کے سوا کسی چیز کی تکرار لذت بخش نہیں ہے"[66]

66 مجموعہ خاطرات، ص۱۶۔

وفادار شوہر

شہید چمران کی لبنانی زوجہ غادہ چمران بیان کرتی ہیں کہ جس دن مصطفی مجھ سے شادی کے سلسلہ میں میرے والدین کے پاس آئے میری والدہ نے ان سے کہا:

" تم جانتے ہو جس لڑکی کے ساتھ تم شادی کرنا چاہتے ہو وہ کیسی ہے ؟ یہ لڑکی جب صبح کو اٹھتی ہے تو اس کے منہ ہاتھ دھونے سے قبل ہی اس کا بستر تہ ہو جاتا ہے، اس کے کمرے میں دودھ کا گلاس اور کافی کا پیالہ رکھ دیا جاتا ہے۔ تم اس لڑکی کے ساتھ زندگی نہیں بسر کر سکتے ہو اور نہ اس کے لئے کوئی نوکرانی لا سکتے ہو"

مصطفی نے نہایت ادب و سکون کے ساتھ کہا:

"میں اس کے لئے نوکرانی تو نہیں رکھ سکتا ہوں لیکن وعدہ کرتا ہوں جب تک زندہ رہوں گا اس کے اٹھنے کے بعد اس کا بستر بھی تہ کروں گا اور اس کے کمرے میں دودھ کا گلاس اور کافی کا پیالہ بھی رکھ دیا کروں گا۔"

غادہ چمران بیان کرتی ہیں کہ :

" جب تک شہید مصطفی زندہ رہے ہر روز ایسا ہی کرتے تھے یہاں تک

کہ جب ہم گھر سے دور اہواز[67] میں محاذ جنگ پر تھے وہ وہاں بھی بستر ٹھیک کرتے تھے میرے لئے دودھ اور کافی لاتے تھے وہ خود کافی نہیں پیتے تھے مگر چونکہ وہ جانتے تھے کہ ہم لبنانیوں کی صبح سویرے کافی پینے کی عادت ہے لہٰذا خود ہی میرے لیے کافی تیار کرتے تھے۔میں ان سے کہتی تھی: مصطفی یہ سب کیوں کرتے ہیں ؟وہ جواب دیتے تھے : میں نے تمہاری ماں سے وعدہ کیا تھالہذا جب تک زندہ ہوں یہ کرتا رہوں گا۔ "[68]

جی ہاں ! عظیم انسانوں اور صحیح معنوں میں دیندار لوگوں کی ایک صفت وعدہ وفائی بھی ہے۔وعدہ خلافی کی اسلام ہر گزاجازت نہیں دیتا۔ہم صبح وشام دوسروں کے ساتھ کئے ہوئے وعدے پرانے کاغذ کی طرح قدموں تلے روندھ دیتے ہیں.

ہمارے چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

" تین چیزیں ایسی ہیں جن کو ترک کرنے کی اجازت خداوند عالم نے کسی کو نہیں دی اول ماں باپ سے نیکی ،خواہ وہ اچھے ہوں یابرے دوم وعدہ وفائی خواہ دوسرا فریق نیکوکار ہو یافاجر سوم امانت کی ادائگی خواہ اس کا مالک نیک

---

[67] اہواز،ایران کی وہ ریاست جس پر صدام نے حملہ کیا تھا۔

[68] چمران بہ روایت ہمسر ،ص۲۹۔

لوگوں میں سے ہو یا برے لوگوں میں سے"[69]

غادہ چمران کے ساتھ شہید چمران کی شادی کے سلسلہ میں لبنان میں آپ کے دفتر کے سکریٹری شیخ مصطفی معری بیان کرتے ہیں:

"غادہ جابر لبنان کی بہت ساری عورتوں کی طرح جبل عامل انسٹیچوٹ کے مختلف کاموں میں تعاون دیتی تھیں(جیسے جاسوسی نرسنگ وغیرہ) یہ خاتون اسلامی افکار سے آشنا اور صاحب قلم تھیں ان کی ایک کتاب تحریک امام حسین علیہ السلام میں عورتوں کا کردار نے ڈاکٹر چمران کو بہت متاثر کیا تھا لیکن ان کا حجاب کامل نہیں تھا لہذا ڈاکٹر نے مجھ سے کہا: اس کے ساتھ حجاب کے بارے میں گفتگو کرو اور اس کو مکمل حجاب اپنانے پر قانع کرو میں نے بھی ایک دن صبح آٹھ بجے سے مغرب تک اور دوسرے دن صبح سے ظہر تک حجاب کے موضوع پر غادہ جابر کے ساتھ بحث کی اور آخر کار انہیں پردہ کا قائل بنا دیا اور اس کے بعد سے وہ پردہ کرنے لگیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر چمران نے ان سے شادی کرنے کا پروگرام بنالیا"[70]

غادہ چمران بھی اس ضمن میں کہتی ہیں:

---

69 خصال الصدوق، ج۱، ص ۶۳۔

70 مجلہ یاران، ش ۷۳، ص ۷۳۔

"جب مصطفی کے ساتھ میرا رشتہ طے ہوا تو لوگ مجھ سے کہتے تھے تم پاگل ہوگئی ہو! یہ مرد بیس سال تم سے بڑا ہے، ایرانی ہے، ہر وقت حالت جنگ میں ہے نہ اس کے پاس گھر ہے نہ پیسہ، نہ اس کا رنگ ہمارے ساتھ ملتا ہے اور نہ ہی اس کے پاس پاسپورٹ ہے"

لیکن میں ان سے کہتی تھی:

"مصطفی کی انہیں خصوصیات نے مجھے اپنی طرف جذب کیا ہے وہ ولایت اور اہل بیت علیہم السلام کا عاشق ہے میں ہمیشہ لکھتی تھی کہ ابھی بھی دریائے صور اور سرزمین جبل عامل کا ذرہ ذرہ سے مجھے ابوذر[71] کی آواز سنائی دے رہی ہے مجھ تک پہونچا رہے ہیں یہ آواز میرے وجود میں سما چکی تھی۔ میں ابوذر تک پہونچنا چاہتی تھی لیکن میرا ہاتھ بٹانے والا کوئی نہ تھا۔ یہ کام مصطفی ہی کر سکتے تھے۔ جب وہ یہاں آئے تو گویا سلمانؓ[72] آگئے، مصطفی میرا ہاتھ تھام کے مجھے روز مرہ کی تاریکیوں سے باہر نکال سکتے تھے۔ میں اس بات پر ہر گز راضی نہیں تھی کہ لاکھوں انسانوں کی طرح شادی کروں اور زندگی بسر کروں ۔میں مصطفی جیسے مرد کی تلاش میں تھی، ایک عظیم روح کی تلاش میں تھی جو

---

71 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم صحابی جن کو اس وقت کے خلیفہ نے لبنان کے شہر جبل عامل جلاوطن کیا تھا۔

72 سلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عظیم صحابی۔

دنیا و مافیہا سے بالکل آزاد ہو"[73]

غادہ چمران اپنے مہر کے بارے میں کہتی ہیں:

"میرا مہر قرآن تھا اور دولھے سے یہ عہد کہ وہ مجھے کمال کا راستہ دکھائیں گے اور اہل بیت علیہم السلام اور اسلام کی طرف میری راہنمائی کریں گے۔ صور (لبنان کا ایک شہر) میں یہ پہلی شادی ایسی تھی جس میں دلہن کے مہر میں نقدی رقم کچھ بھی نہیں تھی اور یہ میرے گھر والوں اور دیگر لوگوں کے لئے باعث تعجب تھا" [74]

---

[73] چمران بہ روایت ہمسر، ص ۱۹۔

[74] چمران بہ روایت ہمسر، ص ۲۵۔

غادہ! جانتی ہو کس سے شادی کی ہے؟

امام موسیٰ صدر ڈاکٹر چمران کے ساتھ والہانہ محبت کرتے تھے اور ڈاکٹر چمران بھی امام موسیٰ صدر کے ہر فرمان پر سب سے پہلے عمل کرتے تھے دونوں کے درمیان خاص روحانی رابطہ تھا جسکو بہت کم لوگ سمجھ سکتے تھے۔

غادہ چمران بیان کرتی ہیں کہ امام موسیٰ صدر نے ایک دن مجھ سے کہا:

"جانتی ہو ڈاکٹر چمران میرے لئے کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ وہ میرے بھائی سے بھی زیادہ میرے قریب ہیں وہ میری جان بلکہ وہ میرا ہی دوسرا وجود ہیں"

بہت سارے لوگ حسد کی وجہ سے ڈاکٹر چمران کی برائی کرتے تھے اور امام موسیٰ صدر کے پاس جا کر ان کی برائی کرتے تھے لیکن امام موسیٰ صدر سختی کے ساتھ ان کی باتوں کو رد کرتے تھے اور کہتے تھے:

"میں ڈاکٹر چمران کی برائی کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا"

امام موسیٰ صدر ایک انقلابی اور روشنفکر عالم دین تھے جنہوں نے حوزہ میں درجہ اجتھاد کے ساتھ ساتھ تہران یونیورسٹی سے اقتصاد میں ماسٹرس بھی کیا تھا اور چمران نے بھی دنیاوی علوم کی بڑی ڈگریاں حاصل کر رکھی تھی

دونوں آپس میں مختلف مسائل پر بحث و گفتگو بھی کرتے تھے اختلافات بھی ہوتے تھے مگر ایک دوسرے کے احترام میں کبھی فرق نہیں پڑتا تھا۔

غادہ چمران بیان کرتی ہیں مصطفٰی سے شادی کے بعد جب پہلی مرتبہ امام موسٰی صدر سے میری ملاقات ہوئی تو مجھے تنہائی میں لے جا کر کہا:

"غادہ! تم جانتی ہو کہ کس سے شادی کی ہے؟ تم نے ایک بہت عظیم انسان سے شادی کی ہے خدا نے تمہیں دنیا میں بہت قیمتی چیز عطا کی ہے تمہیں چاہیئے کہ اس کی قدر کرو"

مجھے امام موسٰی صدر کی باتوں سے تعجب ہوا میں نے ان سے کہا میں ان کی قدر و قیمت جانتی ہوں اور میں نے ڈاکٹر چمران کے اخلاق کے بارے میں امام موسٰی صدر کو بیان کرنا شروع کیا کہ آپ نے میرے بات کاٹ کر کہا:

"یہ جو تم ڈاکٹر چمران کا اخلاق دیکھ رہی ہو یہ اس کے باطن کی ہلکی سی جھلکی(Reflection)ہے یہ سیر سلوک کی حقیقت کا اس کے دل پر اثر گزار ہونے کی وجہ ہے یہ جو وہ ہم لوگوں کے ساتھ اٹھتے ہیں یہ اس بلند روحانی مقام و مرتبہ سے تھوڑا سا نیچا آنے کی وجہ سے ہے (ورنہ وہ روحانیت کے اس مرتبہ پر فائز ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور معاشرت رکھنا اس کے لئے سخت تکلیف دہ ہے)"

امام موسٰی صدر کو سخت افسوس تھا کہ چمران کے آس پاس رہنے والے

لوگ ان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں مصطفٰی کی فروتنی و تواضع اس کی ناتوانی، فقر و تنہا ہونے کی وجہ سے ہے امام موسٰی صدر مجھ سے کہتے تھے:

"مجھے توقع ہے کہ تم ان سارے مسائل کو سمجھو گی"

کمال ہے ایک عظیم عالم دین ایک دانشمند کے روحانی کمالات سے اس قدر متاثر ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر چمران نے نفس کی پاکیزگی اور روح کی طہارت کے لئے کتنی محنت کی ہو گی کہ ان کو دیکھ کر امام موسٰی صدر جیسے عالم با عمل کو بھی رشک آرہا ہے۔

چمران کائنات کی خوبصورتی کو خدا کی نشانی سمجھ کر اس کا نظارہ کرتے تھے وہ کبھی کبھی ایک پھول کو دیکھ کر محو ہو جاتے تھے۔

غادہ چمران بیان کرتی ہیں کہ:

"ایک مرتبہ میں نے دیکھا چمران کمرے کی کھڑکی سے باہر سورج غروب ہونے کا نظارہ کر رہے ہیں اور آپ کی آنکھوں سے برابر آنسو بھی بہہ رہے ہیں میں نے کہا آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں"؟

تو آپ نے جواب دیا:

"غادہ! دیکھو یہ کائنات کتنی خوبصورت ہے کتنی حسین ہے دیکھو یہ کائنات خدا کی خوبصورتی اور جمال کی نشانی ہے"

مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آیا اور کہا:

"مصطفیٰ تم کیا حسن دیکھ رہے ہو؟ کون سی خوبصورتی دیکھ رہے ہو؟ لوگ جنگ کے مارے اپنے گھروں سے فرار کر رہے ہیں مصطفیٰ تم کس چیز میں محو ہو؟ لوگوں کی ہر چیز لٹ چکی ہے ہر جگہ مظلوموں کا خون بہہ رہا ہے اور تم مجھ سے کہہ رہے ہو کہ دیکھو دنیا کس قدر خوبصورت ہے"؟

مصطفیٰ ایک دفعہ مسکرائے اور کہا:

"غادہ جس طرح تم جلال دیکھتی ہو کوشش کرو جمال بھی دیکھو، یہ جو لوگ شہید ہوئے یا زخمی ہوئے یا جن کے گھر ویران ہو گئے ہیں یہ سب خدا کی رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دل خدا کی طرف متوجہ ہو جائیں، کچھ سختیاں اور دکھ درد بہت ہی بری چیز ہیں لیکن جو سختیاں اور دکھ درد خدا کے لئے انسان اٹھاتا ہے وہ نہایت حسین اور خوبصورت ہیں". [75]

عصر حاضر کے انسان کا درد یہی ہے کہ وہ اپنی ساری توانائیاں جسم کی راحت اور مادیت کی پرورش کے لئے صرف کر رہا ہے غافل اس سے کہ انسان جسم و روح کی ترکیب کا نام ہے آسمانوں کی بلندیوں اور سمندر کی گہرائیوں کو اپنے علم و دانش کے ذریعہ رام کرنے والا انسان اندر کے حالات سے بالکل بے

---

75. چمران بہ روایت ہمسر، ص ۳۲ تا ۳۳

خبر ہے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا (اقبال رہ)

کاش تم جلدی بوڑھے ہو جاتے!

لبنان کی طرح ایران میں بھی ڈاکٹر چمران خطروں میں کود کر ذمہ داریاں نبھاتے تھے جب انقلاب کے فورا بعد کردستان کی ریاست سے علاحدگی کی تحریک چلی اور کمیونسٹوں نے قتل وغارت کا بازار گرم کیا اور چمران نے ان کمیونسٹوں کے خلاف مورچہ سنبھالا تو آپ کی لبنانی نژاد اہلیہ آپ کے بارے میں بہت فکر مندی ہوئی، غادہ چمران مختلف بہانوں سے ڈاکٹر چمران کو ایران سے باہر لے جانا چاہتی تھی غادہ چمران اپنے شوہر سے کہتی تھی۔

مصطفیٰ تم میرے ہو۔

ڈاکٹر ان سے کہتے تھے:

"عشق کی ہر چیز خوبصورت ہے تم ظاہری وجود کو دیکھ رہی ہو، میں خدا کا ہوں اور تم بھی، یہ پورا وجود خدا کی ملکیت ہے"۔

غادہ چمران کہتی ہیں ایک دن میں نے ڈاکٹر چمران کو خط میں لکھا:

"کاش آپ اچانک بوڑھے ہو جاتے، میں آپ کے بوڑھے ہونے کا انتظار کر رہی ہوں تا کہ نہ کلاشنکوف آپ کو مجھ سے جدا کر سکیں اور نہ جنگ"۔

اور چمران نے اس کے جواب میں لکھا:

«یہ خود خواہی ہے اور خود غرضی ہے لیکن میں تمہاری خود غرضی کو پسند کرتا ہوں، یہ فطری چیز ہے لیکن تم زندگی کی سختیوں کو تحمل کیوں نہیں کرتی ہو؟ میں چاہتا ہوں کہ تم پہاڑ کی طرح مضبوط اور دریا کی طرح سیال و وسیع القلب بنو، تم دنیا اور ملکیت کی بات کرتی ہو، تم اس ظاہری دنیا سے بلند تر ہو، مجھے تم سے اس سے زیادہ توقع ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے وجود میں کمال، جلال اور جمال ہے تمہیں خدا کے راستے میں قدم آگے بڑھانا چاہیئے، تم خدا کی ایک تجلی ہو اور تمہارے لئے خود غرضی جائز نہیں ہے تم روح ہو اور تمہیں معراج تک پرواز کرنی چاہیئے، میں سوچ نہیں سکتا کہ تم رات کی تاریکی میں گرفتار ہو، تم فرشتہ ہو اور ہر رکاوٹ کو دور کر سکتی ہو، تم تاریکی میں بھی پرواز کر سکتی ہو»[76]۔

---

76. چمران بہ روایت ہمسر، ص ۴۴

وزیر دفاع اور ممبر پارلیمنٹ کی میراث

شہید مصطفی چمران کو امام خمینیؒ نے عبوری حکومت کا وزیر دفاع بنایا۔اس دوران آپ نے فوج کو منافق، شاہ کے حامی اور ساواک کے جاسوس عناصر سے پاک کرنے کے لئے بنیادی اقدامات اٹھائے اور ایک وسیع اصلاحی پروگرام مرتب کیا۔آپ ایک ایسی فوج تشکیل دینے کی کوشش میں تھے جو انقلاب اور ملکی سلامتی وغیر وابستگی کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنی اسلامی ذمہ داریاں نبھانے کی بھی صلاحیت رکھتی ہو۔

شہید چمران اسلامی انقلاب کے بعد منعقد ہونے والے پہلے پارلیمانی انتخابات میں تہران سے نمائندہ منتخب ہوئے جب آپ پارلیمنٹ پہونچے تو خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے یوں اس سے دعا مانگی:

"خدایا! لوگوں نے اس قدر میرے ساتھ محبت کا اظہار کیا ہے اور مجھے اس قدر اپنے عشق و مہربانی سرشار کیا ہے کہ میں بہت شرمندہ ہوں، خدایا میں اپنے کو اتنا چھوٹا پاتا ہوں کہ لوگوں کی اس محبت کا جواب دینے سے قاصر ہوں ،خدایا تو ہی مجھے توفیق دے اور تو ہی مجھے طاقت و توانائی دے تاکہ وہ ذمہ داری

ادا کر سکوں جو لوگوں کی اس محبت و مہربانی کے باعث مجھ پر عائد ہے"۔[77]

شہید چمران اسی طرح بہت سارے سیاسی اور فوجی عہدوں پر فائز ہوئے مثلاً (وزیر اعظم کے سکریٹری) قومی سلامتی کونسل میں امام خمینیؒ کے نمائندہ اور (گوریلا جنگ کے سپرم کمانڈر) وغیرہ شامل ہیں۔ان ذمہ داریوں کو نبھانے میں آپ نے اپنا دن رات وقف کیا تھا قائد انقلاب اسلامی حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ خامنہ ای کے بقول وہ بہت کم گھر جاتے تھے معمولا بہت دیر تک کام میں لگے رہتے تھے جب کہ بائیس سال کی والدین سے دوری کو اگر دیکھا جائے تو آپ کا زیادہ تر وقت گھر میں اور اپنے بہن بھائیوں اور والدین کے ساتھ بسر ہونا چاہیے تھا مگر اس مرد مجاہد کی زندگی میں ہدف و مقصد کی اتنی اہمیت تھی کہ وہ اس راہ میں ہر قربانی دینے کو تیار تھے.

آپ کے بھائی نصر اللہ چمران کہتے ہیں:

"جب شہید چمران گوریلا جنگ کے ذریعہ عراق کی بعثی فوج کے خلاف نبرد آزما تھے تو ہر ہفتہ تہران آکر امام خمینیؒ کو جنگ کی رپورٹ پیش کرتے تھے لیکن صرف ایک بار گھر اپنے والدین سے ملنے آئے"[78]

---

[77] زندگینامہ شہید چمران، ص٦۔

[78] مجلہ یاران، ص١٧۔

لبنان کے جبل عامل ٹکنکل اسکول کے اس پرنسپل، ایران کے وزیر دفاع اور ممبر پارلیمنٹ نے اپنے اور اپنی فیملی کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں چھوڑا۔ وہ ان عہدوں پر فائز رہتے ہوئے اپنے اور اپنی اہلیہ کے لئے دو لقمہ غذا کے علاوہ کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے۔ آپ کی اہلیہ غادہ چمران اس بارے میں کہتی ہیں:

"مصطفی چمران کی شہادت کے بعد جب میں نے سرکاری گھر خالی کیا تو جسم کے کپڑوں کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا خرچہ کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں تھا۔ کہاں جاتی؟ کچھ دن شہید چمران کے والد کے گھر میں رہی۔ اکثر بہشت زہراء (تہران کا وہ وسیع قبرستان جہاں انقلاب اور ایران و عراق جنگ کے ہزاروں شہداء دفن ہیں) میں شہید چمران کی قبر پر چلی جاتی تھی ۔لبنان بھی نہیں جاسکتی تھی کیونکہ وہاں خود جنگ تھی اور میرے والدین بھی وہاں سے بیرون ملک جا چکے تھے"

"جب ہم لبنان سے ایران آئے تو جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ جبل عامل ٹیکنکل اسکول پر خرچ ہو چکا تھا اور ایران میں ہمارے پاس بالکل کچھ نہیں تھا مصطفی شہید ہوئے تو میں یکبارگی متوجہ ہوئی کہ اب کہاں جاؤں"؟

چھ مہینہ تک اسی پریشانی کے عالم میں تھی یہاں تک کہ امام خمینیؒ کو میری حالت کا پتہ چلا۔ میں امام کی خدمت میں گئی تو آپ نے فرمایا:

"مصطفی حکومت کی طرف سے تو کام نہیں کرتے تھے جو کچھ انہوں نے

کیا براہ راست میرے حکم اور دستور سے کرتے تھے اور آج کے بعد میں آپ کا سرپرست ہوں"[79]

مومن صفات انسان ذخیرہ دنیا کے بجائے ذخیرہ آخرت کی فکر میں رہتے ہیں وہ جہاد و تلاش کے میدان میں ،سیاسی، تعلیمی، تنظیمی اور فوجی ذمہ داریوں کے محراب میں صرف اور صرف ہدف و مقصد کے لئے جاتے ہیں۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور گشائی

[79] چمران بہ روایت ہمسر، ص ۵۱۔

حضرت علی علیہ السلام کے نقش قدم پر

شہید چمران حضرت علی علیہ السلام سے والہانہ محبت کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے یہ محبت عمل کے میدان میں بھی ظاہر ہو، شاہ کے کے زمانہ کی جاسوسی تنظیم [ساواک] نے امریکہ سے آپ کے بارے میں جو رپوٹ ایران اپنے ہیڈ کواٹر ارسال کی تھی اس میں اس بات کا ذکر کیا تھا کہ ڈاکٹر چمران حضرت علی علیہ السلام کی زندگی سے بہت متاثر ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنی ہر بات کی دلیل علی علیہ السلام کی احادیث سے پیش کریں، وہ اپنی تقاریر میں بھی علی علیہ السلام کا بہت ذکر کرتے ہیں۔

محروموں اور مستضعفین کی خدمت، دشمنان اسلام کے خلاف جہاد، یتیموں کی کفالت، اسلام کے لئے اپنی ہر چیز قربان کرنا، رات کے سناٹے میں خدا کے ساتھ راز و نیاز اور سحر کے وقت نماز شب میں گریہ وزاری، سادہ زندگی اور دنیوی زرق برق سے دوری کرنا وہ اسباق اور درس تھے جو آپ نے علی علیہ السلام سے سیکھے تھے،

آپ کی لبنانی بیوی غادہ چمران آپ سے کہتی تھیں:

" آپ حضرت علی علیہ السلام نہیں ہو، اور کوئی علی علیہ السلام جیسا نہیں

ہو سکتا ہے صرف علی علیہ السلام نے اس طرح زندگی بسر کی ہے اور بس"۔

اور آپ ان سے کہتے تھے:

"نہیں ایسا کہنا صحیح نہیں ہے! یہ کہنے سے تم اسلام میں کمال کا راستہ بند کر رہی ہو، راستہ کھلا ہے اور ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ جہاں میں نے قدم رکھے میری امت بھی وہاں قدم رکھ سکتی ہے، لیکن ہر شخص اپنی ظرفیت کے مطابق"۔ [80]

ڈاکٹر مصطفٰی چمران ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ دوسروں کے مقابلہ میں زندگی سادہ بسر کریں، لبنان، کردستان، اهواز ہر جگہ اپنے ساتھیوں کے بنسبت معمولی وسائل زندگی پر اکتفا کرتے تھے آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں:

"لبنان میں جوتا نکال کر اور زمین پر بچھے ہوئے فرش پر بیٹھنے کی رسم نہیں ہے وہاں گھروں میں جوتے کے ساتھ اندر آتے ہیں اور سوفے پر بیٹھتے ہیں، لیکن مصطفٰی نے گھر میں سوفے اور میز کرسی وغیرہ کا انتظام نہیں کیا اور جب بھی کوئی میرا رشتہ دار یا بیرونی ملک سے کوئی مہمان آتا تھا تو مصطفٰی ان کو زمین پر بچھے ہوئے فرش پر بٹھاتے تھے، جب ہمارے گھر میں مہمان آتے تھے مجھے شرم آتی تھی کہ ان سے کہوں کہ جوتا باہر رکھ کر اندر آئیں کیونکہ

---

[80]. چمران بہ روایت ہمسر، ص ۵۲ و ۳۵

لبنان میں ایسی رسم نہیں تھی.

میں مصطفٰی سے کہتی تھیں:

"میں نہیں کہتی ہوں کہ ہمارا گھر پر تکلف اور شاندار ہو، لیکن کم از کم ایک سوفا اور کچھ میز کرسیاں ہونی چاہیے تاکہ آنے والے مہمانوں کے ذہنوں میں اسلام کا غلط تصور نہ ابھرے ، کہیں ہمارے پاس آنے والے اندرونی اور بیرونی مہمان یہ خیال نہ کریں کہ مسلمانوں کے پاس کچھ نہیں ہے اور ان کے پاس تہذیب و تمدن نہیں ہے"۔

لیکن مصطفٰی سخت مخالفت کرتے تھے اور کہتے تھے:

"ہمیں اتنی پریشانی کیوں ہیں؟ ہم کیوں ان کاموں کے انجام دینے سے یہ ثابت کریں کہ ہم اچھے لوگ ہیں جن کو دوسرے لوگ چاہتے ہیں یا پسند کرتے ہیں؟

ہمارے اپنے آداب و رسوم ہیں، دیکھو یہ زمین کس قدر صاف ہے کتنی خوبصورت اور مرتب ہے اس طرح تمہاری زحمت بھی کم ہو گی کیونکہ جوتوں کی گرد و خاک بھی اندر نہیں آئے گی"[81]

جی ہاں! آج کل ہمارے بہت سارے کام صرف دوسروں کی

---

81. چمران بہ روایت ہمسر، ص ۳۵

دیکھا دیکھی میں انجام پاتے ہیں گھر میں بہت سی غیر ضروری چیزیں صرف اس لئے لاتے ہیں کہ دوسرے ان کو پسند کرتے ہیں، تنظیمی سطح پر، سیاسی سطح پر، اور ملکی سطح پر مسلمان ہر جگہ اس بیماری میں گرفتار ہیں ہم لوگ ضرورت پر کم اور بناوٹ پر زیادہ خرچ کرتے ہیں کیونکہ بناوٹ دوسروں کی پسند ہوتی ہے اور دوسرے لوگ رکھ رکھاؤ انجام دینے سے ہمیں اچھاانسان سمجھتے ہیں اور ہماری تعریف کرتے ہیں آج مسلمان، گھروں کی سجاوٹ کے بہانے بت بھی خریدتے ہیں اور یوں وہ بت جو ایک زمانے میں نبی و علی علیہما السلام کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہوئے تھے آج دوبارہ ہمارے گھروں کی زینت بن رہے ہیں۔

غادہ چمران نقل کرتی ہیں:

میری والدہ نے جب ہمارے گھر کی سادگی اور معمولی وسائل زندگی کو دیکھاتو کہا: تم لوگوں کے پاس پیسہ نہیں ہے میں تمہارے لئے گھر کے وسائل خریدتی ہوں۔

جب مصطفٰی کو پتہ چلاتو آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور کہا:

"مسالہ پیسوں کا نہیں ہے مسالہ میری زندگی کے معیار کا ہے میں نے جو

میعار اپنایا ہے میں اس کو بدلنا نہیں چاہتا ہوں"[82]

جی ہاں! کتنا آسان ہے زبان سے علی علی کہنا اور کتنا مشکل ہے حضرت علی علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنا، کتنا آسان ہے علی علیہ السلام کے متعلق لکھنا اور تقریریں کرنا اور کتنا مشکل ہے حضرت علی علیہ السلام کی طرح اپنا پورا وجود اسلام و مسلمانوں پر قربان کرنا، کتنا آسان ہے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت خلق، مساکین و فقراء کی مدد کرنے کے فضائل بیان کرنا اور کتنا مشکل ہے اپنے گھر سے رات کے اندھیرے میں علی علیہ السلام کی طرح فقراء و مسکینوں کی حاجت روائی کے لئے نکلنا!

لیکن مشکل ہے ناممکن نہیں ہے مشکل ہے محال نہیں ہے چمران نے حضرت علی علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر ہمارے لئے اور ہمارے قوم کے نوجوانوں کے لئے واضح کر دیا کہ ہمت ہو، حوصلہ ہو اور ایمان ہو تو آج بھی اس سورما کے نقش قدم پر چل کر محروموں اور کمزوروں کی خدمت کی جا سکتی ہے۔

---

82. چمران بہ روایت ہمسر، ص ۳۵)

افراد کی تربیت

خود انسان کے اندر کسی صلاحیت ، خصوصیت کا ہونا اہم ہے لیکن دوسروں کے اندر موجود صلاحیتوں کو نکھارنا، پروان چڑھانااوران کو صحیح سمت دینااور زیادہ اہم ہے دنیا کے بہت سے باصلاحیت لوگ ایک انسان کی بھی صلاحیت کو پروان نہیں چڑھاپاتے جس کی وجہ سے ان کا شروع کردہ کام اور پروگرام ان کی غیر موجودگی میں ناکام ہو جاتاہے لیکن چمران دنیا کے ان جوہر شناس افراد میں سے تھے جو دوسروں کی صلاحیت کو پروان چڑھانے کا ہنر رکھتے تھے۔امریکہ،لبنان اور ایران میں رہکر آپ نے بہت سارے نوجوانوں کی تربیت کی اورانہیں علم ودانش کے بلند درجات تک پہونچانے میں راہنمائی کے ساتھ ساتھ ان کو سماجی اور قومی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے بھی تیار کردیا۔

ڈاکٹر سعید سہراب پور امریکہ میں شہید چمران کے ساتھیوں میں سے تھے آپ نے بھی امریکہ میں ٹیکنکل انجینئرنگ میں بروکلی یونیورسٹی سے PhD کیاہے۔آپ اس وقت ایران کی مختلف یونیورسٹیوں اور محکموں میں پڑھانے اور دیگر تحقیقی کاموں میں مشغول ہیں۔آپ امریکہ میں شہید چمران کی کیڈرسازی(cadre)اور تربیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ :

"امریکہ میں ہم طالب علموں نے شہید ڈاکٹر چمران سے بہت کچھ سیکھا ،آپ ہمیں اسلامی آئیڈیالوجی، فلسفہ تاریخ اور کمیونزم کے بارے میں باقاعدہ کلاس دیتے تھے۔اسلامی معیشت پر بھی ہم طلبہ کے ساتھ ملکر کام کیا۔آپ اس زمانہ میں بھی طالب علموں کواسلامی حکومت پر ریسرچ کی زوردار دعوت دیتے تھے۔اس موضوع پر آپ نے خود تین تقریریں کیں۔اس موضوع پر آپ مختلف جگہوں سے کتابیں لاتے اور ہم طلبہ کو مطالعہ کے لئے دیتے تھے اور پھر اس موضوع پر ہم گروپ ڈسکشن کرتے تھے۔اسلامی حکومت کے موضوع پر بھی ہم نے ہم نے تین نشستیں رکھیں"

اسی طرح امریکہ میں ڈاکٹر شہید چمران نے "5جون کی تحریک میں علماء کارول" ایک کتاب لکھی اوراسے نجف امام خمینیؒ کے پاس بھیج دیا جہاں آپ جلاوطنی کی زندگی بسر کررہے تھے آپ نے اس میں کچھ اصلاحات کر کے اسے واپس امریکہ بھجوادیااور وہاں سے یہ کتاب شائع ہوگئی"[83]

شہید ڈاکٹر چمران کی ان فکری کاوشوں سے پروان چڑھے اُس زمانہ کے آپ کے ساتھی طلبہ آج انقلاب کے بعد ایران کی مختلف وزارتوں، یونیورسٹیوں اور اداروں میں انقلاب اوراسلامی حکومت کی خدمت

83 مجلہ یاران، ص ۳۸۔

کر رہے ہیں۔آپ نوجوانوں کو صرف خشک تقریروں میں نہیں پھنساتے تھے بلکہ ان کے ساتھ گھل مل جاتے تھے۔

ڈاکٹر سعید سہراب پور اس بارے میں کہتے ہیں کہ:

"وہ اجتماعی کاموں میں ایک خاص مہارت رکھتے تھے اور سب کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے شہید چمران عمر کے لحاظ سے ہم سے بڑے تھے لیکن جب ہم تفریح کے لئے کہیں جاتے تھے تو ہم جو بھی ورزش کرتے تھے یا کوئی کھیل کھیلتے تھے یہاں تک کہ والی بال اور کشتی تک میں وہ ہمارے ساتھ شریک ہوتے تھے"۔[84]

---

84 مجلہ یاران، ص ۳۹۔

شہید چمران کے شاگردوں کی خصوصیت

آپ کے ایک شاگرد ڈاکٹر سید محمد حسین ہاشمی آپ کے انداز تربیت پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں:

"ڈاکٹر چمران لبنان میں، ایرانیوں، فلسطینیوں اور خود لبنانیوں کو ٹریننگ دیتے تھے اور آپ کا کمال یہ تھا کہ جو افراد آپ سے مسلحانہ ٹریننگ حاصل کرتے تھے وہ صرف اسلحہ چلانا نہیں سیکھتے تھے بلکہ بہت زیادہ دیندار اور بامعرفت ہوجاتے تھے ۔آپ کے شاگردوں میں تین خصوصیات پائی جاتی ہیں ۔مجاہد، مومن اور بااخلاق! جب کہ یہ وہ زمانہ تھا جب لبنان میں لوگ ان خصوصیات کی فکر ہی نہیں کرتے تھے "

"ایران میں شہید چمران نے جن لوگوں کی تربیت کی انہوں نے «سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی» تشکیل دی۔ لبنان میں مزاحمتی تحریک کے اصلی ستون شہید چمران ہی کے شاگرد ہیں یہاں تک کہ فلسطین کی تنظیم (الفتح) کے بہت سارے جوانوں نے شہید چمران سے تربیت حاصل کی "[85].

---

85 مجلہ یاران، ص ۳۹۔

جبل عامل اسکول میں آپ طلبہ کے علاوہ باہر کے نوجوانوں کے لئے ہفتہ میں ایک دن مذہبی، سیاسی اور فکری کلاس رکھتے تھے اور اس طرح ان کی فکری واسلامی تربیت کرتے تھے۔

سید حسن نصر اللہ شہید چمران کے شاگرد

"حزب اللہ کے سربراہ سید حسن نصر اللہ کا اعتقاد ہے کہ لبنان کی مزاحمتی تحریک امام موسیٰ صدر اور شہید چمران کے طفیل سے وجود میں آئی ہے شہید چمران سے متعلق جو انٹرویو آپ سے ہوئے ہیں ان میں آپ نے صراحت کے ساتھ اپنے کو شہید چمران کا شاگرد کہا اور اس پر فخر کا بھی اظہار کیا ہے"[86].

86 مجلہ یاران، ص ۷۴۔

معیار زندگی پسماندہ لوگوں سے بھی نیچے

ڈاکٹر مصطفیٰ چمران حکومت اور بیت المال کے پیسہ سے ضرورت سے بھی کم استفادہ کرتے تھے آپ ہمیشہ کوشش کرتے تھے سماج کے پسماندہ طبقات کے برابر یا اس سے بھی نیچے معیار پر زندگی گزاریں۔

آپ کی اہلیہ غادہ چمران بیان کرتی ہیں کہ جب آپ لبنان سے ایران آئے تو وزیر اعظم کے جس دفتر میں کام کرتے تھے وہیں رات کو بھی سوتے تھے اور کوئی الگ سے حکومت کا مکان بھی نہیں لیا تھا اور جب میں لبنان سے ایران آئی تو میرے اصرار پر وہاں تہہ خانہ کا کمرہ لیا جہاں چوکیدار اور خادموں کے کمرے تھے، ہمارے پاس وہ بھی نہیں تھا جو عام طور پر ایک بیوی اور شوہر کے پاس ہوتا ہے

غادہ نقل کرتی ہیں:

«میں نے مصطفیٰ سے کہا آپ ہمیشہ [پسماندہ] لوگوں کی باتیں کرتے ہیں لیکن [پسماندہ] لوگوں کے گھر میں بھی پلیٹ، چمچے اور روزمرہ کے برتن ہیں لیکن ہمارے پاس تو یہ سب بھی نہیں ہے اگر ایک دن ہمیں اس کمرے سے باہر نکالا گیا تو ہمارے پاس کیا رہے گا» ؟

ڈاکٹر چمران وزیر اعظم کے سیکرٹری اور پھر وزیر دفاع بھی بنے لیکن جو تنخواہ آپ کو ملتی تھی آپ وہ بھی اپنے لئے نہیں بچاتے تھے اور وہ بھی غریبوں اور محروموں کے درمیان تقسیم کرتے تھے اور کہتے تھے:

«میں اس دنیا سے اس حالت میں جانا چاہتا ہوں کہ سوائے چند میٹر قبر کے میرے پاس کوئی چیز ذخیرہ نہ ہو، اور اگر قبر کے یہ چند میٹر بھی نہ ہوتے تو اچھا ہوتا»[87]۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

87. چمران بہ روایت ہمسر، ص ۵۴

لڑکوں کے حوصلہ پست نہ ہوں

غادہ چمران نقل کرتی ہیں:

"ایک دن اہواز میں آپ شدید زخمی ہوئے اور آپ کا شاگرد میری پاس آیا اور کہا: ڈاکٹر زخمی ہو گئے میں فوراً ہسپتال پہونچی تو دیکھا آیت اللہ خامنہ ای وہاں موجود ہیں جب ڈاکٹر چمران کو آپریشن تھیٹر سے باہر نکالا گیا تو میں نے دیکھا وہ ہنس رہے ہیں میں بہت خوش ہوئی، میں ذہنی طور سے تہران جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی کیونکہ آپریشن کے بعد ڈاکٹر چمران کو آرام کی ضرورت تھی"

رات کو میں نے ڈاکٹر چمران سے کہا:

اب آپ کو آرام کی ضرورت ہے لہذا تہران چلتے ہیں.

آپ مسکرائے اور کہا:

«میں تہران نہیں جاؤں گا، کیونکہ اگر میں تہران چلا گیا تو یہاں نوجوان مجاہدوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے، میں اگر محاذ جنگ کی پہلی صف میں جا کر جنگ نہیں کر سکتا تو کم از کم یہاں رک کر ان نوجوانوں کی سختیوں میں شریک رہ سکتا ہوں»

میں بہت غصہ ہوئی اور ان سے کہا:

«جو بھی یہاں محاذ پر زخمی ہوتا ہے تو وہ گھر چلا جاتا ہے تاکہ اس کی تیمارداری بہتر طریقہ سے انجام پا سکے، اگر آپ دوسروں کی طرح ہی رہنا چاہتے ہیں کم از کم اس مسالہ میں دوسروں کی طرح رہیں»۔

لیکن مصطفیٰ کسی طرح ماننے کے لئے تیار نہیں ہوئے آپ کہتے تھے:

" میں ابھی کام کر سکتا ہوں، میں ان نوجوانوں کو اکیلے یہاں نہیں چھوڑ سکتا ہوں، تہران میں میرا کوئی کام نہیں ہے "[88]

چمران زخمی تھے آپریشن بھی ہوا تھا اور آپ کی ٹانگ پر پلاسٹر بھی لگا ہوا تھا اھواز کی اس شدید گرمی کی وجہ سے آپ کی ٹانگوں کے زخموں سے خون بھی نکل رہا تھا لیکن اس سب کے باوجود کولر نہیں چلاتے تھے اور کہتے تھے:

«میں کیسے کولر چلاؤں جب کہ محاذ پر جوان سخت گرمی میں دشمن کے ساتھ لڑ رہے ہیں»[89]

ڈاکٹر چمران زخموں اور آپریشن کی وجہ سے بہت کمزور بھی ہوئے تھے لیکن وہی کھانا کھاتے جو سارے مجاہدین کھاتے تھے آپ کی اہلیہ غادہ چمران

---

88. چمران بہ روایت ہمسر، ص ۲۴

89. چمران بہ روایت ہمسر، ص ۴۲

آپ سے بہت زیادہ اصرار کرتی تھیں کہ آپ کے لئے الگ سے مقوی غذا تیار کریں لیکن حضرت علی علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے والا چمران اپنی اہلیہ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

چار سو یتیموں کی تربیت

آپ نے کتنے لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے اونچی اونچی ڈگریاں حاصل کی ہو اور وہ اس کی پرواہ کئے بغیر محروم، غریب اور یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ان کے درمیان رہنا پسند کرے؟ امریکہ کی مشہور یونیورسٹی سے، پلازما فیزکس میں پی ایچ ڈی کی ڈگری رکھنے والا شہید چمران لبنان میں یتیم خانہ میں اس طرح رہتے تھے۔

غادہ چمران کہتی ہیں:

میری مصطفیٰ کے ساتھ شادی ہوئی توآپ نے اسی یتیم خانہ کے دو چھوٹے کمروں میں رہنا پسند کیا،اس یتیم خانہ میں چار سو یتیم بچے تھے اور مصطفیٰ کا معمول تھا کہ چار طبقوں میں رہنے والے بچوں کے پاس جا کر ان کی خبر لیتے تھے اور جب وہ واپس اپنے کمرے میں آتے تھے تو روتے تھے اور کہتے تھے:

«یتیم خانہ میں بچے ماں کی ممتا سے محروم ہو جاتے ہیں ان سے جدا ہو جاتے ہیں یہ یتیم خانہ بچوں کے لئے زندان ہے اور میرے لئے یہ بہت سخت ہے»

عید کے دن جب کچھ بچے اپنے گھر جاتے تھے لیکن مصطفٰی اسکول ہی میں رہتے تھے میں ان سے پوچھتی تھی کہ آج عید کا دن تھا آپ میرے ساتھ میرے والدین کے گھر کیوں نہیں آئے؟

مصطفٰی جواب دیتے تھے:

«آج عید ہے کچھ بچے اپنے والدین کے پاس گھر چلے گئے ہیں اور جن بچوں کا کوئی نہیں ہے وہ یہی اسکول میں رہ گئے ہیں جو بچے گھر گئے جب وہ واپس آئیں گے تو وہ یہاں اسکول ہی میں رہنے والے دوستوں کو بتائیں گے کہ انہوں نے گھر والوں کے ساتھ کیسے عید کی خوشیاں منائیں، میں یہاں اسکول میں اس لئے رکا تا کہ ان بچوں کے ساتھ کھیلوں، خوشیاں مناؤں اور کھانا کھاؤں تا کہ یہاں رہنے والے یہ یتیم بچے بھی اپنے دوستوں سے کچھ بیان کر سکیں»

غادہ چمران کہتی ہیں میں نے مصطفٰی سے کہا:

اچھا ٹھیک ہے لیکن عید کی خوشی میں جو کھانا میری ماں نے آپ کے لئے بھیجا تھا آپ نے وہ کیوں نہیں کھایا اور آج بھی وہی اسکول کا معمولی کھانا کھایا؟

« مصطفٰی نے جواب دیا اسکول کے بچوں کا کھانا بھی معمولی تھا لهذا میں نے وہی کھانا کھایا»

میں نے ان سے کہا:

"آپ کمرے میں آکر میری ماں کا بھیجا ہوا کھانا کھاتے، بچے آپ کو کمرے

میں دیکھ تو نہیں سکتے تھے اور ان کو پتہ بھی نہیں چلتا آپ نے کونسا کھانا کھایا"

غادہ چمران بیان کرتی ہے:

یہ سنکر چمران کی آنکھوں سے آنسوں نکلے اور کہا:

«خدا تو دیکھ رہا تھا »[90]

ان یتیم بچوں کو چمران اتنا پیار کرتے تھے کہ وہ آپ کے سر پر چڑھتے اور کھیلتے تھے مصطفٰی چمران ان بچوں کے باپ تھے، دوست، معلم اور کھیل کود کا ساتھی بھی تھے ان کی خوشی میں خوش اور ان کے غم میں محزوں ہوتے تھے۔

جب آپ کی امریکی نژاد اہلیہ لبنان کی سختیوں سے تنگ آکر بچوں کے ساتھ واپس امریکہ چلی گئی تو ایک دن اس نے ڈاکٹر چمران کو فون کیا اور کہا واپس امریکہ آجائیں۔ چمران نے ان سے کہا:

«میں کیوں لبنان کو چھوڑ کر امریکہ چلا جاؤں جب کہ میرے یہاں چاہزار بچے ہیں میں ان کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا ہوں»[91]

لبنان کے پیروان علی علیہ السلام آج کیوں سربلند و سرفراز ہیں؟ حزب

---

90. چمران بہ روایت ہمسر، ۴۲

91. سہ روایت از چمران، ص ۲۵

اللہ جیسی مشعل فروزان کو کون چلا رہے ہیں؟اس کا جواب یہ ہے کہ چالیس سال پہلے شہید چمران اور امام موسیٰ صدر نے اپنی ہر چیز قربان کی اور نوجوانوں کی بھرپور انداز میں، صداقت وخلوص کے ساتھ تربیت کی؛ یہ تربیت لمبی لمبی تقریروں سے نہیں اپنے عمل سے، خلوص بھرے کردار سے کی، ذرا ایک مرتبہ پھر چمران کے اوپر کے جملوں پر غور کریں:

• میں اسکول میں اس لئے رکا تاکہ ان بچوں کے ساتھ کھیلوں، خوشیاں مناؤں۔۔۔ تاکہ یہاں رہنے والے یتیم بچے بھی اپنے دوستوں سے کچھ بیان کر سکیں،

• اسکول کے بچوں کا کھانا؛ معمولی تھا لہذا الہذا میں نے وہی کھایا

• خدا تو دیکھ رہا تھا.

آج کالج اور یونیورسٹی کو چھوڑیئے ہماری بہت ساری دینی درسگاہوں اور مدارس میں بھی اساتذہ کا کھانا الگ ہوتا ہے اور طلاب کا الگ ہوتا ہے۔ طالب علم معمولی کھانا کھاتے تو دینی لباس پہنے استاد شاگردوں کے سامنے رنگین دستر خوان پر کباب کے لقمے اور تلے ہوئے مرغوں سے شکم بھرتے ہیں اور یہی وجہ ہے ہماری دینی درسگاہیں مقرر تو پیدا کرتی ہیں لیکن عالم باعمل نہیں، مجاور بناتے ہیں مجاہد نہیں، چاپلوس تو پالتے ہیں آزاد خیال انسان نہیں، تعویز کا کاروبار کرنے والوں کی تربیت کرتے ہیں مگر خرافات کے ساتھ جنگ کرنے والوں کی نہیں ۔

ذمہ دار معلم

"وہ پرہیز گار مجاہد اور ذمہ دار معلم تھا اور ہمارے اسلامی ملک کو اس کے جیسوں کی سخت ضرورت تھی "

شہید چمران کے بارے میں یہ امام خمینیؒ کے جملات ہیں۔ یقیناوہ ذمہ دار معلم تھے وہ تربیت اور تعلیم پر مکمل یقین رکھتے تھے ۔ ہر مقام و منزل پر ان کاہدف لوگوں کی زندگی کو صحیح سمت دینا اور ان کی صلاحیتوں کو اسلام اور مسلمین کے فائدہ میں کام میں لاناتھا۔

آپ اپنے اخلاق، کھلی ذہنیت، مثبت سوچ اور بہتر انتظامی صلاحیت کے ذریعہ لوگوں کواپنی جانب کھینچ لیتے تھے۔آپ گویالوگوں کے وجود خاکی کو وجود آسمانی میں بدل دیتے تھے۔آپ سے ایک بار جو ملحق ہو جاتا تھا پھراس کے لئے آپ سے دوری ممکن نہ تھی چنانچہ جب امریکہ سے لبنان روانہ ہوئے توآپ کے بہت سارے ساتھی بھی تعلیم ادھوری ہی چھوڑ کرآپ کے ساتھی چل پڑے اور جب آپ وہاں سے ایران آئے توآپ کے بہت سارے لبنانی دوست بھی آپ کے ساتھ ایران آکرآپ کے شانہ بشانہ دشمنان انقلاب کے خلاف گوریلا جنگ میں حصہ لینے لگے۔

ڈاکٹر امر اللہی ایران کے معروف ماہر فزکس(physicist)ہیں۔ آپ نے پلاسما فیزکس میں p h d کی ہے اور اس وقت ڈاکٹر شہید چمران کےThesis کا فارسی میں ترجمہ کررہے ہیں۔ انقلاب کے بعد ایران عراق جنگ کے دوران آپ نے کافی وقت شہید چمران کے ساتھ گذارا تھا۔ شہید چمران کی مقناطیسی شخصیت اور آپ کے لوگوں کی زندگی کو صحیح سمت دینے کے بارے میں فرماتے ہیں:

"چمران مختلف صلاحیتوں کے لوگوں سے صحیح کام لینا جانتے تھے مجھے یاد ہے جب ایران عراق جنگ شروع ہوئی اور (گوریلا فوج) نے شہید چمران کی قیادت میں کام کرنا شروع کیا تو میں ہفتہ کے کچھ دن تہران میں اور کچھ دن اہواز محاذ پر رہتا تھا۔ ایک دن تہران میں واقع ہمارے دفتر کے سامنے موٹر سائیکل سواروں کا ایک گروپ آکر کہنے لگا ہم محاذ پر جاکر عراقیوں کے خلاف لڑنا چاہتے ہیں۔ اس وقت ان لوگوں کا کام تہران کے سینما گروں کو فیلمیں بھیجنا تھا۔ ان کے لمبے لمبے بالوں اور بڑی بڑی مونچھوں والی وضع قطع محاذ پر جانے والوں کی نہیں تھی لہذا ہم نے انہیں بھرتی نہیں کیا۔ وہ لوگ اپنی موٹر سائکلیں ایک گاڑی میں لاد کر اہواز روانہ ہوگئے اور وہاں گوریلا فوج کے دفتر کے سامنے پڑاوٗ ڈال دیا۔ رات بھر وہیں سوئے۔

جب صبح ہوئی تو ڈاکٹر چمران کو علم ہوچکا تھا کی میں نے تہران میں ان کو

بھرتی کرنے سے انکار کر دیا ہے جب ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھ سے تو کچھ نہیں کہا لیکن ان سب کو گوریلا فوج میں بھرتی کر لیا۔ خدا گواہ ہے کہ یہی جوان جنہیں فوج میں لینے سے میں کترا رہا تھا چمران کے اخلاق و تربیت سے نیک و صالح انسان بن گئے۔ یہ لوگ مجاہدین کو اپنی موٹر سائکلوں پر بٹھا کر سخت اور دشوار گذار راستے طے کروا دیتے تھے اور نتیجہ میں وہ آسانی سے دشمن پر حملہ کر لیتے تھے۔ ان میں سے بہت سارے جوان شہید بھی ہو گئے اور کچھ اب بھی زندہ ہیں۔ چمران کی تربیت نے انہیں طہارت، شجاعت اور ایثار و قربانی کا مرقع بنا دیا تھا میں نے تصویر کا ایک ہی رخ دیکھا تھا مجھ میں تنگ نظری تھی لیکن چمران جیسے دور اندیش، وسیع القلب اور مثبت فکر رکھنے والے شخص نے تصویر کا ہر رخ پڑھ لیا تھا وہ انسانوں میں بنیادی تبدیلی لاتے اور ان کی صلاحیتیں نکھار دیتے تھے "[92]

یہی ڈاکٹر امر اللہی کہتے ہیں:

"امریکہ میں حساب کے ایک طالب علم محسن اللہ داد میرے دوست تھے وہ بھی چمران کی گوریلا فوج کے کمانڈر بنے اور خوزستان میں شہید ہو گئے۔ نہیں معلوم چمران کی مقناطیسی کشش نے ان پر کیا اثر کیا کہ تعلیم ادھوری

---

92 مجلہ یاران، ش ۷، ۳، ص ۳۵۔

چھوڑ کر چمران کے پاس لبنان آپہونچے اور وہاں بھی آپ کے ساتھ تعلیمی و جنگی محاذ پر سر گرم رہے"[93]

"چمران اپنے کو دوسروں سے بلند و بالا نہیں سمجھتے تھے وہ گوریلا فوج کے کیمپ کے چوکیدار کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ اس فوج میں جتنے بھی لوگ تھے سب آپ کی تربیت کی وجہ سے سب اپنی اپنی جگہ ڈاکٹر چمران تھے آپ نے اس طرح انہیں اپنی جانب کھینچا اور اس طرح ان کی تربیت کی تھی کہ وہ بھی آپ ہی کی طرح سوچتے تھے "[94]

---

93 مجلہ یاران، ش، ۷، ۳، ص ۳۵۔

94 مجلہ یاران، ش ۷، ۳، ص ۲۳۔

اتحاد بین المسلمین کا عملی مظاہرہ

شہید چمران اتحاد بین المسلمین کا سخت خیال رکھتے تھے لبنان میں اگرچہ بعض فسلطینی گروپوں کی وجہ سے آپ اور (حرکت المحرومین) کو کافی ساری مشکلات برداشت کرناپڑیں لیکن آپ نے ایک لمحہ کے لئے بھی فلسطینی مجاہدین کی حمایت سے دریغ نہیں کیالبنان میں فلسطینی پناہ گزینوں کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔آپ نے تحریک امل کے جوانوں کی مدد سے فلسطینی پناہ گزین کیمپ تک پانی پہونچانے کا مسئلہ حل کیا جس پر اقوام متحدہ کے پناہ گزین ادارہ نے آپ کو کافی سراہا۔یاسر عرفات کے ساتھ آپ کے بہت اچھے تعلقات تھے وہ مختلف امور میں آپ سے مشورہ بھی کرتے تھے۔

کردستان میں جب شہید چمران کمیونسٹ گروپوں کے خلاف برسرپیکار تھے اور بعض بیرونی عناصر اس جنگ کو شیعہ سنی جنگ کا رنگ دیناچاہتے تھے آپ اس وقت بھی شیعہ سنی اتحاد کا عملی مظاہرہ کرتے تھے۔آپ کے ایک شاگرد جو کردستان میں آپ کے ساتھ کمیونسٹوں کے خلاف لڑرہے تھے اس ضمن میں فرماتے ہیں:

" کردستان میں جنگ کے اس عالم میں ایک دن میں کیمپ پہونچا تو دیکھا شہید چمران نہیں ہیں میں پریشان ہوا کہ کہیں کمیونسٹوں نے حملہ تو نہیں کر دیا میں فوراً اٹھا اور ایک دستی بم ہاتھ میں لے کر جیپ میں سوار ہوا اور شہر کے اندر ڈاکٹر چمران کو ڈھونڈ ھنے لگا۔ ڈیڑھ گھنٹے تک ڈھونڈھتا رہا کہیں ڈاکٹر چمران نظر نہیں آئے ظہر کے وقت برادران اہلسنت کی ایک مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا ڈاکٹر چمران اہل سنت برادران کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں۔"[95]

اتحاد کا یہ عملی سبق ہے آج مسلم عوام سے پہلے علماء اور پڑھے لکھے لوگوں کو پڑھنا ہو گا۔ اتحاد پر تقریریں کرنا آسان ہے لیکن اس پر یقین رکھنا اور اسے عملی شکل دینے کی کوشش کرنا سخت ہے یہ وہی کر سکتے ہیں جنہیں حقیقت میں مسلمانوں (شیعہ سنی کی سطح سے بالاتر ہو کر) کی عزت پیاری ہے امت مسلمہ شرق سے غرب اور شمال سے جنوب تک چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں ہے۔ ذراسی غفلت سے ہمارے دیرینہ دشمنوں کو ہمیں چیرنے پھاڑنے کا موقع مل جائے گا۔

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو

اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

---

95 مجلہ یاران، ش ۷، ۳، ص ۲۱۔

بلند ہمت انسان

شہید چمران نہایت بلند ہمت انسان تھے وہ خود اور مسلمانوں کو سامراجی وامپریالسٹ طاقتوں کی غلامی سے آزاد دیکھنا چاہتے تھے۔ سائنسی میدان میں اس اعلیٰ مقام تک پہونچنا چاہتے تھے کہ دشمن یہ نہ کہہ سکیں کہ مسلمانوں میں کوئی صلاحیت نہیں ہے یہ کچھ نہیں کر سکتے۔اس مقصد تک پہونچنے کے لئے آپ ہر طوفان کے مقابلہ کے لئے تیار تھے۔ایک مناجات میں اپنی دلی تمناؤں کا یوں اظہار کرتے ہیں:

"میری مکمل ذمہ داری ہے کہ سختیوں اور مصیبتوں کے مقابلہ میں کھڑا ہو جاؤں اور پریشانیاں برداشت کروں، رنج وغم کو سہوں، شمع کی طرح جلوں اور دوسروں کے لئے راستہ روشن کروں، مردہ لوگوں میں روح پھونکوں اور حق وحقیقت کے تشنہ لوگوں کو سیراب کروں۔اے میرے عظیم خدا میں نے تیرے لئے اس تاریخی ذمہ داری کو اپنے شانوں پر اٹھایا ہے اور صرف تو میرے اعمال پر ناظر ہے اور میں بھی فقط تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے مدد کا طلبگار ہوں۔اے میرے مالک! مجھے علم ودانش میں سب سے بلند مقام پر پہونچادے تاکہ کہیں دشمن مجھے کم علمی کا طعنہ نہ دیں مجھے ان سنگ دلوں پر جو

علم ودانش کے بہانے دوسروں پر برتری اور گھمنڈ کرتے ہیں ثابت کرنا ہے کہ وہ میری خاک پا بھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ مجھے دنیا کے تمام مغرور، متکبر اور جاہلوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنا ہے اور پھر روئے زمین کا سب سے متواضع انسان بننا ہے۔

اے میرے عظیم مالک! یہ چیزیں جو میں تجھ سے مانگ رہا ہوں میں ان کو صرف تیری راہ میں استعمال کرنا چاہتا ہوں اور تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں اس کی صلاحیت رکھتا ہوں میں تجھ سے توفیق مانگتا ہوں تاکہ میرے کام مفید اور ثمر بخش واقع ہوں اور کمینہ لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

مجھے اور زیادہ محنت کرنی چاہیے، خواہشات نفس سے پرہیز کرنا چاہیے، اپنی توانائیوں کو مرکوز کرنا چاہیے۔

اور اے میرے مالک! میں تجھ سے اور زیادہ مدد کا طلبگار ہوں، اے میرے خدا! تو جانتا ہے کہ میں تیری راہ، راہ کمال اور تیرے جمال کے سوا کسی چیز کی آرزو نہیں رکھتا۔ میں جو چاہتا ہوں وہ وہی چیزیں ہیں جس کا تونے حکم دیا ہے اور تو جانتا ہے کہ عزت وذلت تیرے ہاتھوں میں ہے اور میں جانتا ہوں کہ تیرے بغیر میں کچھ نہیں ہوں اور میں بڑی عاجزی اور اخلاص کے ساتھ تجھ سے مدد اور دستگیری کا تقاضا کر رہا ہوں"[96]

---

96 خدا بود ودیگر ہیچ نبود، ص ۲۹/۲۸۔

شہید چمران نے اپنی ہمت، جرأت، علم و دانش، خلوص اور رات دن کی محنت سے سختیاں اور مصیبتیں برداشت کر کے ،اپنی اور اپنے ساتھیوں ،دوستوں اور شاگردوں کی صلاحیتوں کو استعمال کر کے موجودہ دور کی سربلند و سرفراز لبنانی قوم کی تعمیر میں مثالی کردار ادا کیا۔وہی قوم جو آج حزب اللہ کے نام سے پوری دنیامیں روز روشن کی طرح چمک رہی ہے ،آفتاب کی طرح مردہ قوموں کی رگوں میں گرمی ایجاد کر رہی اور کانٹے کی طرح اسلام دشمن طاقتوں اور منافقوں کی آنکھ میں کھٹک رہی ہے۔

اگر یہی حوصلے، یہی اعتماد، یہی تمنائیں، یہی ایمان اور یہی ولولے مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے فرزندان توحید جوان، طلبہ دانشور، علماء غرض سماج کے ہر طبقہ میں پیدا ہو جائیں تو مسلمان مشکلات سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔اگر ہر ایک اللہ کی خوشنودی اور امت رسول اللہ ﷺ کی سربلندی کی خاطر اپنے پیشہ، موضوع اور شعبہ میں درجہ کمال کو پہونچ جائے تو پسماندگی کے بادل چھٹ جائیں گے اور خوشحالی، آزادی اور عزت کا سورج طلوع کر جائے گا۔اس لئے کہ:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

ایثار وفداکاری، دکھ درد کا شکرانہ

شہید مطہری نے دکھ درد اور مصائب سے متعلق کیا خوب فرمایا ہے:

"سختیوں اور مصیبتوں کے شکم میں خوشبختی اور سعادت پوشیدہ ہے۔ انسان کو سختیاں اور مشکلات تحمل کرنی چاہئیں تاکہ اپنے لائق وجود کو پاسکے۔ سختیاں اور مشکلات کمال تک پہونچانے والے کوڑے ہیں۔ زندہ موجودات انہیں کوڑوں کے ذریعہ کمال اور ترقی کا راستہ طے کرتے ہیں"[97]

کیونکہ:

والنار فی احجار هامخبوءة
لا تصطلی ما لم تثرها الازند

«آگ پتھر کے دل میں پوشیدہ ہوتی ہے اور جب تک لوہے سے نہ ٹکرائے باہر نہیں آتی»

ڈاکٹر شہید سختیوں اور دکھ درد کو اسی نظر سے دیکھتے تھے لہذا قدم قدم پر یہ کہہ کے خدا کا شکر بجالاتے تھے کہ اس نے مجھے دکھ درد سے آشنا کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

97عدل الٰہی، ص ۱۵۲۔

"خدایا میں اس بات پر تیرا شکر بجالاتاہوں کہ تونے رنج و غم کو پیدا کیا ہے جس کی آگ میں تو اپنے مخلص بندوں کو پگھلاتا ہے تونے مجھے اس نعمت سے مالامال کیاہے۔ خدایا! میں تیرا شکر ادا کرتاہوں کہ تونے مجھے سمجھنے کی صلاحیت دی اور درد سمجھنے کی نعمت سے نوازا ہے۔ خدایا تیرا شکر کہ تونے میری جان کو غم کی آگ میں جلایااور میری زخمی دل کو ہمیشہ کے لئے زخمی کیا" [98]

آپ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

" زبان کا شکر ذکر خدا ہے دل کا شکر خدا کی محبت ہے مال کا شکر خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے علم کا شکر دوسروں کو تعلیم دینا ہے ہر چیز کا شکر ہے۔ مالدار اور دولتمند اگر لاالہ الا اللہ کہے تو یہ اس کی دولت کا شکر نہیں ہے دولت اور مال کا شکر اس کو راہ خدامیں خرچ کرنا ہے "

اس کے بعد فرماتے ہیں:

" درد و غم کی نعمت کا شکر فداکاری ہے راہ خدامیں ایثار کرنا ہے اے خدا میں اس درد و غم کو شکرانہ کے طور پر تیری راہ میں قربانیاں دے رہاہوں اور ایک لمحہ کے لئے بھی چین سے نہیں بیٹھوں گا" [99]

---

98 مجلہ یاران، ش ۷ ،۳، ص ۵۳

99 مجلہ یاران، ش ۷، ۳، ص ۵۳۔

دردو غم، سختیاں، پریشانیاں اور مصائب و مشکلات خفتہ دل کی بیداری اور پژمردہ روح کی تازگی کا سبب بنتے ہیں.

شہید چمران فرماتے ہیں:

"دردو غم انسان کو جگاتا ہے، روح کو جلا بخشتا ہے، غرور و خود خواہی کو نابود کرتا ہے، کبر و فراموشی کو ختم کرتا ہے، انسان کو اپنے وجود کی طرف متوجہ کرتا ہے، انسان کبھی کبھی اپنے وجود کو بھول جاتا ہے کہ اس کا جسم ہے اور وہ کتنا ضعیف ہے بھول جاتا ہے کہ وہ خدا کی طرف جانے والا مسافر ہے وہ فراموش کر جاتا ہے کہ اسے کہاں جانا ہے۔[100]

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

انسان کبھی کبھی اپنے کو خدا سے بے نیاز سمجھنے لگتا ہے، غرور کا شکار ہو جاتا ہے، قرآن میں جگہ جگہ ذکر ہوا ہے کہ بعض لوگوں کو جب نعمتیں ملتی ہیں تو وہ ہمیں بھول جاتے ہیں لیکن جب رنج و غم میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو ہماری طرف پلٹ آتے ہیں لہذا دکھ درد اور رنج و غم کا مقصد انسان کی بیداری ہے۔

(لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون)[101]

---

100 زمزم عشق، ص ۱۸/۱۷۔

101 سورہ روم، ۴۵۔

(تاکہ ان کو اپنے بعض برے اعمال کا مزہ چکھایا جائے شاید وہ اپنے گمراہ راستے سے واپس پلٹیں)

اور پھر خدا کے سچے بندے ،خدا کی راہ میں ، مقصد کی راہ میں ہر سختی، مصیبت اور رنج و غم کا استقبال کرتے ہیں انہیں درد و غم کے ساتھ ایسا انس ہو جاتا ہے کہ اس کے بغیر وہ کسی کام میں لذت ہی محسوس نہیں کرتے:

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزہ ہی نہیں (اقبال)

مقدس مشن پر ہر چیز قربان

مقدس ہدف کی راہ میں جو چیزیں انسان کے سامنے رکاوٹ بن جاتی ہیں انمیں دنیاوی عیش وآرام، مادی مفادات، اپنے اہل وعیال اور بچوں کی محبت ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان صحیح راستہ پر گامزن ہوتا ہے۔ لیکن مذکورہ چیزوں کے ساتھ جب ٹکراؤ ہو جائے تو یہ سخت امتحان کا مرحلہ ہوتا ہے۔ لبنان میں چمران کے ساتھ ایک دن یہی مرحلہ پیش آگیا۔ آپ نے جب لبنان کے محروم و مستضعف پیروان علی علیہ السلام کی فلاح وبہبود کے بنیادی کاموں کی شروعات کی تو ایک دن آپ کی اہلیہ نے کہا میں لبنان کے اس جنگ زدہ اور غربت و سختی کے ماحول سے اکتا گئی ہوں اور مزید یہاں نہیں رہ سکتی لہٰذا واپس امریکہ چلتے ہیں۔ بیوی اور بچوں کا اصرار روز بروز بڑھتا ہی جارہا تھا لیکن چمران لبنان کے غریبوں سے جدا ہونے کیلئے تیار نہیں تھے آپکی بیوی امریکی تھی اور آپ ہی نے اسے مصر اور پھر لبنان آنے پر راضی کیا تھا۔ آپ کی لبنان اور امریکہ کی زندگی میں بھی زمین وآسمان کا فرق تھا۔ امریکہ میں زندگی کی ساری سہولیات فراہم تھیں اور لبنان میں آپ نے اپنا پورا وجود محروموں اور جبل عامل ٹیکنکل اسکول پر قربان کر دیا تھا۔ آخر کار آپ کی بیوی اپنے تین بچوں

کے ساتھ امریکہ چلی گئی مگر آپ انہیں یتیموں اور غریبوں کے درمیان رہ گئے جن کی تعلیم و تربیت اور کفالت کی ذمہ داری آپ نے اپنے سر لی رکھی تھی۔

امام موسی صدر کی بہن ربابہ صدر لکھتی ہیں:

"جس دن شہید ڈاکٹر چمران اپنی اہلیہ اور بچوں کو بیروت ایرپورٹ چھوڑنے جارہے تھے میں ان کے ساتھ تھی۔ چمران پورے راستہ میں رو رہے تھے چونکہ وہ اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ ہر شوہر اور باپ سے زیادہ محبت کرتے تھے لیکن جہاد اور ہدف آپ کیلئے اس قدر اہم تھا کہ آپ اس جدائی پر راضی ہوگئے۔ آپ کی اہلیہ نے امریکہ پہونچنے کے بعد بارہا آپ کو راضی کرنے کی کوشش کی کہ آپ کچھ وقت کیلئے لبنان چھوڑ کر امریکہ چلے آئیں مگر آپ راضی نہ ہوئے۔ شہید چمران نے حقیقتاً دنیا کو اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ تین طلاقیں دے رکھی تھیں۔ آپ نے اپنی اہلیہ سے کہا: "اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو لبنان کی انہیں سختیوں میں دن گذرنا ہوں گے نہیں تو آپ واپس جانے کیلئے آزاد ہیں"[102]

کچھ عرصہ کے بعد امریکہ میں آپ کا بیٹا بھی دریا میں ڈوب کر مر گیا پھر بھی آپ نے لبنان کو ترک نہیں کیا۔

---

[102] chamran.ir.

جی ہاں! دنیا کے کچھ لوگوں کیلئے ہدف اور مقدس مشن اتنا اہم ہوتا ہے کہ اس کیلئے ہر طرح کی قربانی دے دیتے ہیں اور کچھ لوگوں کیلئے دنیاوی عیش و آرام اور مادی مفادات اتنے اہم ہوتے ہیں کہ وہ مقدس مشن اور بلند دینی اور انسانی اقدار تک کو قربان کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں.

سچ کہا ہے حکیم اقبال نے:

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

سوکھی روٹیاں

انقلاب اسلامی کی کامیابی کے فورا بعد بیرونی طاقتوں کے بہکاوے میں کمیونسٹ نظریات کے حامل افراد اور دیگر باغی عناصر نے کردستان کو ایران سے جدا کرنے کی مسلحانہ تحریک شروع کر دی۔ ابھی انقلابی حکومت کے قدم بھی نہ جمنے پائے تھے کہ شورشیں شروع ہو گئیں ۔ ڈاکٹر چمران وہ سورما تھے جنہوں نے مؤمن بہادر اور انقلابی پاسداروں کی مدد سے بغاوت کچل دی اور کردستان پر ایران نے دوبارہ کنٹرول ہو گیا لیکن ڈاکٹر چمران اور ان کے ساتھیوں نے کن حالات میں پایداری واستقامت کا مظاہرہ کیا اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

انجینیئر حسین اعرابی آپ کے ساتھی تھے وہ فرماتے ہیں:

"کردستان کے شورش زدہ علاقہ میں جہاں ہر طرف جنگ کا سماں تھا ڈاکٹر چمران کے ساتھ ان کی اہلیہ بھی تھیں۔ ایک دن آپ مریوان (کردستان کا ایک شہر) کے فوجی کیمپ گئے اور تین دن بعد لوٹے۔ میں نے دیکھا آپ کا چہرہ بالکل سیاہ ہو چکا ہے گویا آپ کو بخار چڑھ گیا ہے بدن بھی لرز رہا تھا۔

میں نے پوچھا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے ؟آپ کے ہاتھ پیر لرز رہے ہیں"

آپ نے شرم سے سر نیچے کیا اور کہا:

"نہیں پیارے، بہت بھوکا ہوں"

میں نے پوچھا کتنے دنوں سے کھانا نہیں کھایا؟

کہا! "جس دن سے آپ لوگوں سے جدا ہوا ہوں تین دن ہو گئے پورا کیمپ چھان مارا لیکن کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ملا"

ہمارے پاس بھی کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا میں نے شرمندگی سے ایک بوری سے سڑی ہوئی روٹیوں کے چند ٹکڑے نکال کر آپ کے سامنے رکھ دیے اور آپ نے وہی سڑی اور بدبودار روٹی کے ٹکڑے کھا لئے۔[103]

آپ کے ایک اور ساتھی کا بیان ہے:

"ایک دن میں ڈاکٹر مصطفیٰ چمران کو ڈھونڈ رہا تھا میں نے دیکھا آپ مجاہدین کے درمیان بیٹھے ہیں اور خشک روٹی اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ کر کھا رہے ہیں"[104]

جی ہاں، خطروں اور مشکل حالات میں وہی لوگ پایداری استقامت اور صبر تحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں جن کی تربیت سختیوں میں ہوئی ہو لیکن

(شہید چمران، احمد دہقان ص ۵۸،۵۹)

[104] سابقہ حوالہ.

نازونخروں اور عیش وآرام میں زندگی گزارنے والے لوگ سختیوں کی تاب نہیں لاتے ہیں اور فوراد شمن کے سامنے خودسپردگی کردیتے ہیں اور پھراپنے عیش وآرام کی بقاکے لئے قوم وملت تک کا سودا کر لیتے ہیں۔

حضرت علیؑ نازونعم میں پرورش پانے کے نقصانات اور سختیوں میں زندگی گزارنے کے فائدے کچھ اس طرح بیان فرمارہے ہیں:

ألاوان الشجرة البرية أصلب عودا،والرّواتع الخضرة أرق جلودا،والنابتات العذبة أقوى وقودا،وأبطاخمودا۔[105]

"یاد رکھنا کہ جنگل کے درختوں کی لکڑی زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور تروتازہ درختوں کی چھال کمزور ہوتی ہے۔صحرائی جھاڑ کا ایندھن زیادہ بھڑکتا بھی ہے اوراس کے شعلے دیر میں بجھتے بھی ہیں"

کانٹوں میں جو کھلتا ہے شعلوں میں جو پلتا ہے
وہ پھول ہی گلشن کی تقدیر بدلتا ہے

105. نہج البلاغہ مکتوب ۴۵

جب امام خمینیؒ کو چمران یاد آئے

امام خمینیؒ جب نجف اشرف میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے تو ڈاکٹر چمران لبنان سے آپ کے ساتھ رابطہ میں تھے نجف اشرف بھی آپ کا آنا جانا رہتا تھا۔ امام خمینیؒ ڈاکٹر چمران کے اخلاص جہاد اور اسلام و مسلمین کے تئیں آپ کے درد سے بخوبی آگاہ تھے۔ جس وقت عراق نے جنگ شروع کی تو ڈاکٹر چمران نے عہد کیا تھا کہ جب تک دشمن کے قدم ایران کی سرزمین پر ہیں وہ تہران نہیں جائیں گے آپ نے پارلیمنٹ اور اعلیٰ اختیاراتی دفاعی کمیٹی کی میٹنگوں میں بھی شرکت چھوڑ دی اور پورا وقت محاذ پر دینے لگے آپ کے بھائی انجینیئر مہدی چمران اس ضمن میں کہتے ہیں:

ایک دن امام خمینیؒ کے بیٹے احمد خمینیؒ نے سرحدی علاقہ اہواز میں گوریلا فوج کے دفتر فون کیا اور کہا۔

مصطفیٰ سے کہیں تہران آجائیں۔

میں نے کہا انہوں نے عہد کیا ہے کہ جب تک دشمن ہماری سرزمین پر موجود ہے وہ واپس تہران نہیں لوٹیں گیں۔

احمد خمینیؒ نے کہا:

" ان سے کہنا ضرور تہران آجائیں اس لئے کہ امام خمینیؒ نے کہا ہے کہ انہیں چمران کی بہت یاد آرہی ہے"

میں نے جب ڈاکٹر چمران سے یہ بات کہی توآپ نے کہا کل تہران کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔

جب تہران میں ہم لوگ امام خمینیؒ کی خدمت پہونچے توڈاکٹر چمران دوسرے لوگوں کی طرح ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے آپ کے پیر زخمی تھے لیکن امام کے احترام میں آپ نے پیر پھیلا کر بیٹھنے سے گریز کیا،امام آپ کے چہرے کا حال دیکھ سمجھ گئے کہ اس طرح بیٹھنے سے آپ کو اذیت ہو رہی ہے لہٰذا فرمایا پیر پھیلا کر بیٹھو!

ڈاکٹر چمران نے کہامیں آرام سے ہوں امام خمینیؒ نے دوبارہ کہا نہیں! پیر پھیلا کر بیٹھو۔

ڈاکٹر چمران نے پھر انکار کیاامام نے تیسری بار زور دے کر کہا:

"میں کہتا ہوں پیر پھیلا کر بیٹھو! "

امام خمینیؒ کے اس طرح کہنے سے چمران نے پیر پھیلا لئے مگر اندر ہی اندر بہت شرمندہ ہو رہے تھے آپ اپنے ساتھ جنگ کا نقشہ لائے تھے اور اسی

کو سامنے رکھ کر امام کے سامنے جنگی منظر نامہ پیش کر رہے تھے۔[106]

دنیا کے عام لوگوں کی طرح داد حاصل کرنا، کالج و یونیورسٹی سے اعزازات اور اپنے علمی مقام کی سرٹفیکٹیں لینا شاید آسان ہو مگر اپنے وقت کے امام یا نائب امام کو اپنے عمل سے خوش کرنا اصلی کمال ہے ایک پیغمبر اکرم ﷺ کے صحابی تھے اویس قرنیؓ جن کا عمل دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا:

"واشوقا الیک یا قرن" اے اویس قرنی مجھے تجھ سے ملنے کا کتنا شوق ہے، اور ایک یہ چمران ہیں جن کی مجاہدت و فداکاری دیکھ کر خمینیؒ جیسا بت شکن بے ساختہ کہہ رہا ہے:

"مجھے کی چمران کی بہت یاد آرہی ہے"

کاش ملت کے جوان ایسا عمل انجام دیتے کہ پردہ غیبت میں رہنے والے امام (عجل۔۔۔) کا قلب مبارک خوش ہو جاتا! راستہ کھلا ہے اور میدان عمل موجود! ہمت، بلند حوصلہ اور مستحکم ارادے کی ضرورت ہے ہم ادھر سے ایک قدم آگے بڑھیں گے ادھر سے وہ دس قدم ہماری مدد کے لئے نزدیک آئیں گے۔

جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مرد خدا ملک خدا تنگ نہیں ہے

---

106. شہید چمران، حمد دہقان، ص ۷۳ و ۷۴

آدھا گھنٹہ کافی ہے

وہی قومیں آزاد، سربلند، ترقی یافتہ اور اپنے پیروں پر کھڑی ہوتی ہیں جن کے ذمہ دار اور دوراندیش لیڈروں نے ان کی فلاح و بہبود کے لئے خون جگر پیا ہوتا ہے، انتھک محنتیں کی ہوتی ہیں، راتوں کی نیندیں حرام کی ہوتی ہیں پلاسما فیزکس میں پی، ایچ، ڈی کرنے والا اسلامی سرزمین کا فرزند ڈاکٹر چمران جب انقلاب اور اسلامی حکومت کے دفاع کے لئے گوریلا دستوں کی فوج بناتا ہے تو رات دن اس کے کام میں صرف ہو جاتے ہیں اور سونے تک کا وقت نہیں ملتا وہ رات کو گوریلا دستوں کے ساتھ دشمن پر گھات لگانے جاتے تھے اور دن کو منصوبہ بندی اور پلاننگ کرتے تھے محاذ پر چمران کا یہ معمول بن چکا تھا۔

شہید چمران کے بھائی انجینیر مہدی چمران کہتے ہیں:

ایک دن میں نے تہران سے اہواز گوریلا دستوں کے مرکز فون ملایا تو وہاں حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے اٹھایا، آپ چمران کے ساتھ محاذ پر امام خمینیؒ کے نمائندہ تھے۔

میں نے ان سے کہا: مجھے ڈاکٹر چمران سے بات کرنی ہے۔

آپ نے جواب دیا:

"وہ رات کو محاذ پر تھے دن بھر منصوبہ بندی اور پلاننگ planing کرنے میں مشغول تھے ان کو تھوڑا سا سونے دو"

میں نے کہا: ان کے لئے پندرہ منٹ یا آدھا گھنٹے کی نیند کافی ہے۔

آپ نے کہا:

"پس ان کو آدھا گھنٹہ سونے دو پھر میں ان کو خود ہی جگا دوں گا"

جس انسان کو یا جس قوم کو ترقی اور سربلندی کی منزل تک پہونچنا ہو وہ دنیا کے نرم بستر پر، عیش و عشرت کے محلوں میں، رنگیں دستر خوانوں پر ایام زندگی برباد نہیں کرتے۔ سرفرازی کی آرزو رکھنے والی قوموں کے کتابخانے، لیباٹریز، اسکول، کالج اور مدرسے سخت کوشش اور محنت سے آباد ہوئے ہیں۔

بلندی کی آرزو رکھنے والے راتوں کو جاگ جاتے ہیں۔ کیا ہمارے قوم کے ہونہار جوانوں کے کانوں تک عربی کا یہ مقولہ نہیں پہونچا کہ

"من طلب العلی سحر اللیالی"

"جو لوگ اونچے مرتبوں کے خواہش مند ہیں وہ راتوں کو ضرور جاگیں گے"

چمران! گفتار کا نہیں کردار کا غازی

شہید ڈاکٹر چمران نے جبل عامل ٹیکنکل اسکول کو صحیح معنوں میں تعلیم وتربیت اور انسان سازی کے کارخانہ میں تبدیل کیا تھا۔آپ نے اپنے عمل سے اسکول کے اساتذہ، عملہ اور شاگردوں پر اتنا گہرا اثر ڈالا تھا کہ وہ بھی آپ کی طرح معاشرے کی ہر ضرورت میں پیش پیش رہتے تھے اسکول کا عملہ اور اساتذہ ضرورت پڑنے پر رات کو اسرائیل کے خلاف لڑنے کے لئے خود بھی جاتے تھے اور جب اسکول کے شاگرد اپنے اساتذہ کو عزت وشرف کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے پیش پیش دیکھتے تھے تو وہ بھی بغیر اس کے کہ کوئی ان کو حکم دے رضاکارانہ طور پر ان کے شانہ بہ شانہ محاذ پر چلے جاتے تھے۔ شہید چمران اس ضمن میں اپنے ایک شاگرد کا واقعہ یوں نقل کرتے ہیں۔

"ہمارے اسکول کا ایک بہترین طالب علم جس کا سبجکٹ مکینک تھا عید کی چھٹیوں میں گھر کے بجائے سیدھے محاذ پر چلا گیا تا کہ اپنے دیگر دوستوں کے ہمراہ اسرائیلیوں کے مقابلہ میں اپنی سرزمین اور عزت کا دفاع کر سکے۔

اس طالب علم کے گھر والے اس کے گھر نہ پہونچنے پر پریشان ہوئے اور ایک دن اسے ڈھونڈھنے اسکول آپہونچے جب ان کو پتہ چلا کہ ان کا بیٹا محاذ پر چلا گیا ہے تو بہت غصہ ہوئے اور اسکول کے ذمہ داروں کو گالیاں تک دیں طالب علم کے باپ نے کہا کہ میں نے اپنے بچے کو اسکول پڑھنے کے لئے بھیجا تھا نہ جنگ میں شرکت کرنے کے لئے اس نے اپنے بیٹے کی ساری کتابیں کپڑے اور بستر وغیرہ سمیٹا اور کہا میں اپنے بیٹے کو یہاں نہیں پڑھاؤں گا میں نے بھی خارجہ دے دیا۔

دو ہفتے بعد اس طالب علم کا باپ اور اس کے ہمراہ کچھ اور لوگ پھر ہمارے پاس آئے اور کہا میرا بیٹا پھر جنگ پر چلا گیا ہے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اسے نصیحت کریں کہ واپس گھر آجائے۔

میرے لئے یہ برداشت کرنا سخت تھا کہ ایک بزدل اور خود خواہ باپ اپنے بہادر اور ذمہ دار بیٹے کی ملامت کرے اور اس اسکول کو برا بھلا کہے جو ایسے ذہین طالب علموں کی تربیت کرتا ہے۔

میں نے اس طالب علم کے باپ اور اس کے ہمراہ دیگر لوگوں پر سخت تنقید کی اور کہا میری آرزو تھی کہ ان جوانوں کے احساس ذمہ داری، جذبہ ایثار اور ایمان کا آپ لوگوں پر بھی اثر ہو جائے اور آپ بھی ان سے ایثار و قربانی کا سبق سیکھ لیں۔ مقام تعجب ہے کہ آپ کے بچے راضی خوشی اپنی سرزمین

اور عزت و شرف کے تحفظ کے لئے بڑی بہادری سے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں اور آپ لوگ ہیں کہ اس پر شکر کے بجائے حق و حقانیت کو برا کہہ رہے ہیں۔

"ہم لوگ اسکول میں کسی کو محاذ پر لڑنے کے لئے نہیں بھیجتے ہیں اور نہ ہی کسی طالب علم کو کلاس س ے باہر نکال کر نہ زبردستی محاذ ر روانہ کرتے ہیں لیکن یہاں کے طالب علم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ان کا پرنسپل خود بھی جنگ میں شرکت کرتا ہے۔(اس اسکول کے پرنسپل خود شہید ڈاکٹر چمران تھے)ایثار و فداکاری کرتا ہے یہاں کے بہترین اساتذہ سرحدوں پر جاتے ہیں اسلحہ اٹھاتے ہیں یہاں کے طالب علم دیکھ رہے ہیں کہ اسکول نے بہت سی قربانیاں پیش کی ہیں وہ دیکھ رہے ہیں اسکول کے بہترین استاد اور شاگرد شہید ہو گئے ہیں اور بہت سے محاذ سے زخمی ہو کر آئے ہیں"

یہاں کے طلبہ اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ان کے ملک اور ان سرزمین کے ساتھ خیانت ہو رہی ہے کچھ لوگ اپنے ذاتی مفادات کے لئے دشمن کے ساتھ ہم آواز ہو گئے ہیں۔

یہاں کے طالب علم جب ان زمینی حقائق کو دیکھتے اور درک کرتے ہیں تو وہ ذمہ داری کا احساس کرتے ہیں اور واجب کفائی کے طور پر جنگ میں شرکت کرتے ہیں تا کہ ملی و تاریخی اور انسانی ذمہ داری نبھا سکیں۔

یہ لوگ اپنی مرضی اور خوشی کے ساتھ اپنے ارادے اور فیصلہ کے ساتھ اسلحہ اٹھاتے ہیں اور جنگ میں شرکت کرتے ہیں اور شہادت کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے ہیں تاکہ دوسروں کو بھی صراط مستقیم کی ہدایت کر سکیں، اپنا خون دے کے لوگوں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلادیں اور خوابیدہ ضمیر مصلحت پسند لوگوں کو بیدار کر دیں۔

یہ جوان مصیبتوں بھری تاریخ شیعیت کے سب سے قیمتی، مخلص اور پاک انسانوں میں سے ہیں ان کا شمار حسینؑ اور علیؑ کے حقیقی شیعوں میں ہوتا ہے۔امام حسین علیہ السلام کا پرچم شہادت ان کے ہاتھوں میں ہے اور ہمارے سامنے ہماری ذمہ داریاں عیاں کر رہے ہیں کتنے افسوس کا مرحلہ ہے کہ تمہارے جیسے باپ اپنی پاک، قیمتی اور جانباز اولاد کی ملامت کر رہے ہیں! یہ کتنی ناانصافی ہے خدا کبھی ہمیں معاف نہیں کرے گا، تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی، حضرت علیؑ ہمیں معاف نہیں کریں گے حسینؑ تم لوگوں کو نہیں بخشیں گے، ہماری تاریخ میں ظلم سہہ سہہ کے شہید ہو جانے والے ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔

کتنا اچھا ہوتا اگر تم لوگ، اپنے ان پاک، بہادر اور جانباز بچوں سے شرافت، انسانیت اور کرامت و بزرگی کا درس حاصل کرتے اور ان جیسے بچوں پر فخر کرتے، اور ہمیشہ کے لئے ذلت، غلامی اور پستی کی زنجیروں

کو توڑ دیتے! پھر تم اس طرح دشمنوں کے سامنے ذلیل و رسوا اور پست نہ ہوتے، تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ اور مجھے تنہا چھوڑو، مجھے تم لوگوں کی باتیں سن کے شرم آ رہی ہے، میں تم جیسے بے انصاف اور نادان لوگوں کو نہیں دیکھنا چاہتا۔ وہ لوگ بھی نہایت غصہ اور شرمندگی کے ساتھ اسکول کے احاطہ سے باہر نکلے"[107]

یہ واقعہ شہید چمران کا انداز تربیت روشن کرتا ہے کہ وہ کسی کو زبان سے نہیں عمل سے حق کی طرف دعوت دیتے تھے جب پرنسپل رات کو اسلحہ اٹھا کر دشمن کے خلاف سینہ سپر ہو جائے تو پھر طلبہ کو زبردستی اور لمبی تقریروں کے ذریعہ ابھارنے کی ضرورت نہیں رہتی ہے اس لئے کہ گفتار کے مقابلہ میں عمل کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور آج کی مذہبی دنیا میں یہی وہ خلا ہے جس کی وجہ سے بہت ساری تبلیغی اور دعوتی کوششیں مؤثر واقع نہیں ہو رہی ہیں۔ چمران نے یہ سبق بھی حضرت علیؑ سے سیکھا تھا جو نہج البلاغہ میں علماء، طلباء ،اساتذہ اور قوم کے ذمہ دار افراد کو پکار پکار کر دعوت فکر دے رہے ہیں۔

ایھاالناس انی واللہ مااحثکم علی طاعۃ الاواسبقکم الیھا،ولاانھاکم عن معصیۃ الاوانتاھٰی قبلکم عنھا۔[108]

---

107. خدا بود و دیگر ہیچ نبود، ص ۱۳۸ و ۱۳۹

108. نہج البلاغہ، خ ۱۷۵

"اے لوگو! قسم خدا کی میں تمہیں کسی چیز کی پیروی کا حکم نہیں دیتا مگر یہ کہ میں تم سے پہلے اس پر عمل کرتا ہوں اور تمہیں کسی نافرمانی سے نہیں روکتا ہوں مگر یہ کہ میں تم سے پہلے اس چیز سے دوری اختیار کرتا ہوں"

ڈاکٹر چمران کا سر چاہئے!

لبنان کے مظلوم و محروم پیروان علیؑ کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے اور انہیں اپنے حقوق کے حصول کی جانب متوجہ کرنے میں امام موسیٰ صدر اور شہید چمران نے جاں توڑ کوششیں کیں۔ اور ان مظلوم لوگوں نے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ان سے احتجاجی جلوس نکال کر حکومت سے اپنے بہت سے مطالبات منوالئے۔ ان کامیاب کوششوں کے بعد امام موسی صدر اور شہید چمران کا نام مختلف گروپوں کی طرف سے بلیک لسٹ black list میں رکھ لیا گیا۔

شہید چمران کو ہر روز اطلاع ملتی تھی کہ فلاں جگہ دشمن آپ کی کمین میں بیٹھے ہیں لبنان کی اس خانہ جنگی کے دور میں پچھتر سے زیادہ مسلح تنظیمیں موجود تھیں اور کچھ پتہ نہیں تھا کس کی طرف سے، کب اور کس وقت ڈاکٹر چمران پر حملہ ہو جائے آپ کے ایک شاگرد حسین اعرابی اس وحشتناک ماحول کے بارے میں کہتے ہیں:

"ایک دن ایک تنظیم کے کمانڈر نے اپنے فوجیوں سے کہا مجھے ڈاکٹر چمران کا سر چاہئے آپ کے گرد خطرات کے بادل منڈلا رہے تھے اس

ماحول میں ایک رات آپ گم ہوگئے بہت تلاش کیا مگر آپ کا کہیں کوئی سراغ نہیں ملا۔ ہم سب لوگ بہت پریشان ہوئے رات بے چینی اور اضطراب میں بسر کی صبح ہوئی تو چمران مدرسہ میں حاضر ہوئے اور معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ آپ اسی کمانڈر کے گھر چلے گئے تھے جس نے آپ کو قتل کرنے کی دھمکی دی تھی اس کمانڈر نے جب پوچھا آپ کون ہیں؟ تو آپ نے اس سے کہا: جس کے سر کی تمہیں تلاش تھی وہ تم سے ملنے کے لئے آیا ہے"

کمانڈر کو اس کی قطعی توقع نہیں تھی اس نے کبھی قریب سے ڈاکٹر چمران کو دیکھا تک نہیں تھا ملنا اور بات چیت کرنا تو دور کی بات ہے۔ آپ رات بھر اس سے باتیں کرتے رہے آپ کے خیالات جان کر وہ اتنا متاثر ہوا کہ آپ سے معافی مانگنے لگا۔[109]

اختلافات ختم کرنے یہ کتنا اچھا طریقہ ہے اگر بہت سارے اختلافی مسائل میں انسان شرح صدر سے کام لے اور جس کے ساتھ اختلاف ہو اس سے ایک بار ملنے کے لئے پیش قدمی کرلے تو کافی حد تک کدورتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اگر انسان کسی کی دھمکی سننے کے بعد ٹینشن و غصہ میں آنے کے بجائے اپنے جذبات پر کنٹرول کرکے دھمکی دینے والے کے پاس جا

---

109. شہید چمران، احمد دہقان ص ۴۲ و ۴۳

پہونچے اوراس سے کہے کہ تمہیں جس کا سر چاہئے وہ تمہارے سامنے حاضر ہے تو یقین جانیں کہ دھمکی دینے والا شرم سے پانی پانی ہو جائے گا۔اوراس کے پاس معذرت خواہی کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو گا۔ مگر برا ہو شیطان کا کہ وہ ہمارے دل ودماغ میں ایسے موقع پر وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ بزدل ہے ڈرتا ہے اور جن کدورتوں اور رنجشوں کو معمولی حکمت عملی ذریعہ ختم کیا جاسکتا تھا ان کی نوبت قتل وغارت اور ہاتھا پائی تک آجاتی ہے۔ غصہ کے مقابلہ میں غصہ کرنا دھمکی کے مقابلہ میں دھمکی دینا، پہلے سے موجود اختلافات کو مزید ہوا دینا سب کو آتا ہے اوراس کے لئے کسی کمال وصلاحیت کی ضرورت بھی نہیں ہے دانشمند اور عقلمند انسان وہ ہے جو اپنی حکمت عملی وتدبر کے ذریعہ غصہ کرنے والوں، دھمکی دینے والوں اور گمراہ انسانوں کو راہ راست پر لے آئے اس لئے کہ:

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

میں کل شہید ہو جاؤں گا

ڈاکٹر چمران کی اہلیہ کہتی ہیں کہ ایک رات مصطفٰی نے مجھ سے کہا:

"میں کل شہید ہو جاؤں گا"

میں سمجھی مزاق کر رہے ہیں میں نے کہا کیا شہادت آپ کے ہاتھ میں ہے جو اتنے یقین سے کہہ رہے ہیں؟

کہا: "نہیں مگر میں نے خدا سے شہادت کی دعا کی ہے اور میں جانتا ہوں کہ خدا میری اس آرزو کو پورا کرے گا۔ لیکن میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ تم راضی رہو۔ میں کل یہاں سے چلا جاؤں گا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری مکمل رضایت بھی مرے ساتھ رہے"

انہوں نے آخر کا مجھے راضی کر ہی لیا مگر مجھے خود بھی پتہ نہیں کہ میں نے کیسے رضایت دے دی۔ صبح جب مصطفٰی محاذ کی طرف جانے لگے تو میں نے ہمیشہ کی طرح ان کی وردی اور اسلحہ تیار کر کے رکھا اور راستہ کے لئے پانی بھی ساتھ دیا۔ جب مصطفٰی گھر سے نکلے تو میں نے واپس کمرے میں آکر لائٹ جلانا چاہی لیکن سوئچ پر ہاتھ رکھتے ہیں فیوز اڑ گیا یعنی جل گیا تھا وہیں میرے دل میں خیال آیا کہ کیا آج مصطفٰی شہید ہو جائیں گے؟ کیا اب یہ شمع روشن نہیں

ہو گی؟ کیااب اس میں سے نور نہیں نکلے گا؟

میں اب متوجہ ہوئی کہ مصطفٰی کیوں اتنے اصرار سے کہہ رہے تھے کہ آج ظہر کے وقت شہید ہو جائیں گے وہ کبھی مزاق نہیں کرتے تھے۔ مجھے یقین ہوگیاکہ مصطفٰی اگرآج محاذ پر چلے گئے تو واپس نہیں آئیں گے میں فورادوڑی اور یہ سوچ کے اپنا چھوٹاساریوالوراٹھا لیاکہ مصطفٰی کے پیر پر فائر کردوں گی تو وہ محاذ جاہی نہیں سکیں گے لیکن وہ جاچکے تھےاور میری سمجھ میں نہیں آرہاتھاکہ اب کیاکروں۔[110]

ڈاکٹر چمران اپنی آخری آرزو کی طرف بڑھ رہے تھے اور گاڑی میں بیٹھ کر راستہ میں کاغذ پر یوں لکھتے جارہے تھے:

"خدایا! تونے مجھے تاریخ کے عام مظلومون ومحروموں کے دکھ ودردسے آشناکیا،خدایا! تونے مجھے ہرچیز عطاکی اور میں ان سب پر تیراشکراداکرتاہوں تونے مجھے صحیح وسالم اورخوبصورت جسم عطاکیا، تیزاور مضبوط پیر بخشے، قوی بازواور مہارت سے بھراپنجہ دیا! تونے مجھے عمیق فکر،اور علم کے بلند مرتبوں سے بہرہ مند کیا۔

خدایامیں تیراشکراداکرتاہوں کہ تونے مجھے بے نیاز کیاتاکہ کسی شخص

---

110. شہید چمران اپنی اہلیہ کی نظر میں، ص ۴۷

اور کسی چیز سے توقع نہ رکھوں اے زندگی میں تجھے الوداع کہتاہوں،اے میرے پیرو! میں جانتاہوں تم پھرتیلے ہو،فداکار ہو،میں چاہتاہوں کہ زندگی کے ان آخری لمحوں میں میری عزت وآبرو بچاؤ۔"اے میرے پیرو! چست اور توانا رہو،اے میرے ہاتھو! مضبوط ودقیق بنو،اے میری آنکھو! تیز بین وہوشیار رہو،اے میرے دل! ان آخری لمحوں کو برداشت کر،میں تم سب سے وعدہ کرتاہوں کہ چند لمحوں کے بعد،تم سب ہمیشہ کے لئے آرام وسکوں پاجاؤگے۔میں اب تمہیں نہیں تھکاوں گا،اب تمہیں رات بھر نہیں جگاؤں گااور اب تم تھکاوٹ کی وجہ سے فریاد نہیں کروگے"[111]

آپ کی اہلیہ کابیان ہے:

ٹھیک ظہر کے وقت فون کی گھنٹی بجی اور مجھے خبر ملی کہ ڈاکٹر چمران زخمی ہوگئے ہیں۔آپ کے ساتھی آئے اور مجھے ہاسپیٹل لے گئے میں جب ہاسپیٹل کے صحن میں داخل ہوئی توسیدھی سردخانہ کی طرف بڑھی اس لئے کہ میں جانتی تھی کہ مصطفٰی زخمی نہیں شہید ہوگئے ہیں جب میری نظر مصطفٰی کے جسم پر پڑی توزبان سے بے ساختہ نکلا:

اللھم تقبل مناھذاالقربان

(خدایاہماری اس قربانی کو قبول فرما)

---

[111]. شہید چمران،احمد دہقان،ص۷۶و۷۷

اوراس کے بعد اچانک میری ساری پریشانی دور ہوگئی۔جب میں نے سردخانہ میں مصطفٰی کا جسم دیکھا تواحساس ہواکہ اب وہ ساری مشکلات وپریشانیوں کے بعد آرام کررہے ہیں۔اس لئے کہ ان کی ظاہری زندگی میں آرام نہیں تھا۔[112]

---

112. غادہ چمران،ڈاکٹر چمران کی اہلیہ

بیدار مجاہد اور اسلام کا مایۂ ناز سپاہی

حضرت امام خمینیؒ نے ڈاکٹر چمران کی شہادت پر جو پیغام دیا تھا اس سے شہید چمران کی عظمت، خصوصیات اور آپ کے اخلاص کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے اپنا پیغام یوں شروع کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اناللہ و انا الیہ راجعون

میں اسلام کے مایہ ناز کمانڈر، بیدار مجاہد، اور راہ کمال کے ساتھ عہد نبھانے والے ڈاکٹر مصطفٰی چمران کی انسان ساز شہادت کی مناسبت سے حضرت ولی عصر (ارواحنا فداہ) کی خدمت میں تسلیت و مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ تسلیت اس لحاظ سے کہ ہماری شہید پرور قوم نے ایک ایسے سپاہی کو کھو دیا ہے کہ جس نے لبنان اور ایران میں حق کی باطل کے ساتھ معرکہ آرائی میں ایک انقلاب برپا کر دیا تھا اسلام عزیز اور حق کی باطل پر کامیابی اس کا نصب العین تھا وہ پرہیزگار سپاہی اور ذمہ دار استاد تھا اور ہمارے اسلامی ملک کو اس کی اور اس کے جیسوں کی اشد ضرورت تھی۔ مبارک اس لحاظ سے کہ عظیم اسلام ایسے فرزندوں

کو قوموں اور مستضعف عوام کو پیش کرتا رہتا ہے اور اپنے دامن تربیت میں ان جیسے کمانڈروں کو پروان چڑھاتا ہے کیا زندگی کا دوسرا نام اسلام کی راہ میں عقیدہ و جہاد نہیں ہے؟

چمران عزیز نے پاک وخالص عقیدہ کے ساتھ سیاسی دستوں اور پارٹیوں سے غیر وابستہ رہ کر، عظیم خدائی ہدف پر اعتقاد رکھتے ہوئے ابتدائے زندگی سے ہی خدا کی راہ میں جہاد شروع کر دیا تھا اور زندگی کا اختتام بھی اسی پر کیا۔ اس نے زندگی میں نور معرفت اور خدا سے نزدیک ہونے کے ساتھ قدم رکھا اور اس کی راہ میں جہاد کے لئے کھڑے ہو کر اپنی جان بھی فدا کر دی، وہ سر فرازی کے ساتھ شہید ہوا اور حق تک پہونچ گیا کمال تو یہ ہے کہ انسان سیاسی شور و غل اور شیطانی خود نمائی کے بغیر خدا کی راہ میں جہاد کے لئے اٹھ کھڑ ہو اور اپنے کو ہوا و ہوس کے لئے نہیں بلکہ ہدف کے لئے فدا کر دے! مردان خدا کا یہی تو کمال ہے! وہ سرخرو ہو کر خدا کی بارگاہ میں گیا ہے۔ اسکی روح شاد اور اسکی یاد زندہ رہے۔

لیکن ہم لوگ کیا ایسا کمال دکھا سکتے ہیں؟ خدا ہمیں سہارا دے اور ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں جہالت اور نفسانی تاریکیوں سے باہر نکالے'

میں اس نقصان کی ایران اور لبنان کی شریف قوم، بلکہ ساری

اسلامی قوموں، مسلح دستوں، راہ حق کے مجاہدوں، اس عزیز مجاہد کے گھر والوں اور بھائی کی خدمت میں تسلیت عرض کرتا ہوں اور خداوند متعال سے ان کے لئے رحمت اوران کے وارثوں کے لئے صبر واجر کا طلبگار ہوں'

روح اللہ الموسوی الخمینی

ROLE MODELS

SHAHEED DR.MUSTAFA CHAMRAN

مثالی لوگ

☆......ایسے لوگوں کی داستان زندگی ہے جنہوں نے ایسی ماؤوں کی آغوش میں تربیت پائی جہاں سختیاں تھیں اور زندگی کی سہولیات میسر نہ تھیں مگر ان کا دامن کردار کی پاکیزگی اور حیا وعفت سے مالا مال تھا ان غربت کدوں میں مائیں بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے دل کو ذکر خدا اور روح کو وضو سے منور کرتی تھیں۔

☆......مثالی لوگ، وہ لوگ ہیں جنہوں نے غربت، نامساعد حالات اور سختیوں کے ساتھ جنگ کر کے علم ودانش، ایمان واخلاق اور کمالات کی چوٹیوں تک رسائی حاصل کی۔

☆......مثالی لوگ، ان لوگوں کی داستان زندگی ہے جن کا سرمایہ ایمان، خدا پر توکل، پرہیزگاری اور سحر خیزی تھا، جن کی راتیں آہ سحر اور خالق کے ساتھ راز ونیاز سے بھری رہتی تھیں، جن کے دن خلق خدا کی خدمت اور ان کے ساتھ ہمدردی میں گزر جاتے تھے۔

☆ مثالی لوگ، وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا اور خلق خدا کے دشمنوں کے ساتھ اس وقت علم جہاد بلند کیا جب مصلحت کی چادر اوڑھ کے اپنے مفادات کا بچاؤ بڑی چالاکی اور ہوشیاری سمجھا جاتا تھا اور دین وخلق خدا کے دشمنوں کے ساتھ پنجہ آزمائی حماقت مانی جاتی تھی، وہ لوگ جنکی زندگی خلق خدا کے لئے شبنم اور ان کے دشمنوں کے لئے دل دہلا دینے والا طوفان تھی۔

☆......مثالی لوگ، گفتار وکردار کے ان غازیوں کی داستان ہے جو کہتے کم تھے اور کرتے زیادہ تھے، جو اسلام کے سب سے بڑے مبلغ تھے، لیکن زبانی نہیں عمل وکردار سے اسلامی اقدار کی عظمتوں کا اعلان کرتے تھے۔

☆......مثالی لوگ، وہ لوگ ہیں جنہوں نے نرم بستر پر آرام کے بجائے میدان عمل میں اسلام کی ترویج اور خلق خدا کی ہدایت کی خاطر دردر کی ٹھوکریں کھائی۔

☆......یہ وہ خون جگر پینے والے لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے جیالوں کے حوصلے بلند رکھے، ان کی ہمتیں باندھیں اوران کا عمل آج بھی ہمیں تاریکیوں میں روشنی دے رہا ہے اور ان کی روح آواز دے رہی ہے:

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

13MMX-74
75/65

نشر شاهد
تهران • خیابان آیت‌الله طالقانی • خیابان ملک‌الشعرای بهار شمالی ۳
www.shahed.isaar.ir(www.navideshahed.com)